اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ
وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ

اپنے رب کی راہ کی جانب حکمت اور اچھے وعظ کے ذریعے دعوت دو
اور ان سے احسن طریقہ پر بحث کرو

تنبیہ الواعظین

باحادیث سید الانبیاء والمرسلین

صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ اجمعین

تالیف

محمد فاروق غزالوی

(شیخ الحدیث والفقہ ورئیس دارالافتاء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ)

ناشر

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ (سائٹ، کراچی)

کتاب کا نام: **تنبیہ الواعظین باحادیث سید الانبیاء والمرسلین ﷺ**

مصنف: شیخ الحدیث مفتی محمد فاروق غزالوی، (خاصخیلی)

(شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کراچی)

نظرِ ثانی: مفتی محمد عمران عربی (نائب مفتی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ)

علامہ عبدالماجد عباسی (مدرس دارالعلوم انوارالقرآن)

تعداد: 1100

سنِ اشاعت: 2019

صفحات: 104

ناشر: **دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، نیو لیبر کالونی، سائٹ کراچی**

رابطہ نمبر: 0321-2368950

انتساب

وادی مہران (سندھ) کی اس عظیم روحانی وعلمی ہستی کے نام جن
کی شخصیت میں ایک طرف رومی، سعدی اور جامی کا عکس نظر
آتا، تو دوسری طرف شامی وطحاوی کی جھلک نظر آتی

....

یعنی استاذ العلماء سعدیٔ زماں، شامیٔ دوراں، مفتیٔ ملت،
مفتی محمد عبدالرحمٰن پنہور قاسمی حسینی قدس اللہ سرہ

فہرست

۱۔ وعظ گوئی کی فضیلت 1

۲۔ غیر عالم پیشہ ور واعظ کا وعظ کرنا اور اسے سننا دونوں اشد حرام ہے............... 3

۳۔ غیر عالم پیشہ ور خطیب کو وعظ کے لئے بلانا گناہ کبیرہ ہے 7

۴۔ غیر عالم جاہل واعظین سے وعظ کرانے کا امت پر وبال........................ 9

۵۔ مستند عالم کے وعظ سننے کی فضیلت.. 10

۶۔ اہل علم کی علمی مجلس میں شرکت کی فضیلت 10

۷۔ عالم کی تعریف 12

۸۔ عوام کے نزدیک عالم کی تعریف اور علم کا معیار 12

۹۔ خطباء سے بروز قیامت سوال ہوگا.. 15

۱۰۔ وعظ کرنا ایسا ہے جیسے خود کو ذبح کے لئے پیش کرنا.. 16

۱۱۔ محض شہرت، عزت اور دولت کی خاطر خطابت کرنا 16

۱۲۔ بے عمل خطباء و وعاظ کے لئے وعید شدید 18

۱۳۔ بے عمل خطیب اور واعظ کا وعظ اثر کیوں نہیں کرتا 19

۱۴۔ پیشہ ور واعظین اور خطباء کے متعلق غیبی خبریں 20

۱۵۔ علماء کا قلیل ہونا اور خطباء کا کثیر ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے 22

۱۶۔ علماء اور منبر و محراب 24

۱۷۔ علماء کا حق ادا نہ کرنے والا سچا امتی نہیں.. 27

۱۸۔ علما کا حق جاہلوں کو دینا منافقت اور ظلم بالائے ظلم ہے 27

۱۹۔ مساجد و محافل منتظمین کی ذمہ داری 29

۲۰۔ نا اہل خطباء کو مسجد سے نکالنا صحابہ کرام کی سنت ہے........................ 29

۲۱۔ قرآن وسنت سے ہٹ کر وعظ کرنے والے کی گردن مارو 30

۲۲۔ مدارس کے طلباء کا خواب 31

۲۳۔ موضوع احادیث وروایات کا بیان کرنا 32

۲۴۔ من گھڑت احادیث بیان کرنے والوں کا دنیا میں برا انجام 33

۲۵۔ موضوع احادیث بیان کرنے والے کے لئے آخرت میں سزا کی جھلک 34

۲۶۔ موضوع احادیث بیان کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے اور انکے فرائض
ونوافل قبول نہیں.. 35

۲۷۔ موضوع احادیث بیان کرنے والے کے لئے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
کا فتویٰ 36

۲۸۔ من گھڑت احادیث بیان کرنے والا اپنی مجلس کو راکھ کا ڈھیر بنا تا ہے........ 36

۲۹۔ موضوع روایات بیان کرنے والا جنت کی خوشبو (تک) نہیں پائے گا 37

۳۰۔ موضوع روایات بیان کرنے والے خطباء کا خطاب سننا حرام ہے............ 37

۳۱۔ مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس اللہ سرہ کا فتویٰ 39

۳۲۔ بدمذہب مولویوں، ذاکروں اور پیروں کا وعظ سننا حرام ہے.................. 39

۳۳۔ مقررین کا احادیث بیان کرتے ہوئے اپنی جانب سے ادراج کرنا 42
۳۴۔ اہل بیت عظام اور صحابہ کرام کے فضائل بیان کرنے میں عدم توازن 43
۳۵۔ محرم الحرام میں شہادت امام عالی مقام بیان کرنے کے آداب 45
۳۶۔ طویل وعظ کرنا 49
۳۷۔ مختصر خطاب کرنا خطیب کی فقاہت پر دلیل ہے 51
۳۸۔ رات گئے تک محافل کا جاری رکھنا 51
۳۹۔ فل ساؤنڈ ہیوی اسپیکرز کی وجہ سے پڑوسیوں کو اذیت پہنچنا 52
۴۰۔ گلیوں چوراہوں کو بلاک کر کے جلسہ گاہ میں تبدیل کرنا 54
۴۱۔ نماز فجر کا قضا ہو جانا 57
۴۲۔ وعظ میں قرانی آیات کو لحن سے پڑھنا 58
۴۳۔ وعظ میں بناوٹی انداز بیان اختیار کرنا 59
۴۴۔ مقررین کی آمد پر نعرے لگانا اور دوران وعظ محفل کو گرمانے کے لئے
سبحان اللہ و ماشاء اللہ کی صدائیں بلند کروانا 61
۴۵۔ دوران وعظ سامعین کا کھڑا ہونا، ہاتھ ہلانا، نوٹ نچھاور کرنا، تکبیر و تہلیل کے
نعرے لگانا 64
۴۶۔ دوران وعظ واعظ کا ہاتھوں سے بے جا اشارے کرنا، کثرت سے اشعار
پڑھنا اور چمکیلا بھڑکیلا لباس پہننا 68
۴۷۔ انسانی صورت میں شیطان 70
۴۸۔ وعظ کی فیس لینا اور طئے کرنا 71

۴۹۔ ﴿عبرت انگیز واقعہ﴾ 75
۵۰۔ وعظ کو بطور پیشہ ذریعہ معاش بنانا حرام ہے................................. 76
۵۱۔ غیر عالم مقرر کا اپنے نام کے ساتھ لقب القاب لگانا 78
۵۲۔ وعظ میں خوف ورجاء دونوں کا بیان کرنا.................................. 79
۵۳۔ خطباء کا ایک موضوع پر قائم نہ رہنا.................................. 81
۵۴۔ پیشہ ور مقررین کا میزبانِ محفل کی تعریف میں مبالغہ کرنا.................... 82
۵۵۔ بعض پیشہ ور مقررین کا مستند علمائے اہل سنت کی مخالفت کرنا................ 84
۵۶۔ ماضی میں پیشہ ور واعظیوں کے ہاتھوں علماء کا تکلیف اٹھانا 86

تقریظِ جلیل

مفسرِ قرآن پیرِ طریقت، ممتازِ ملت، شیخ الحدیث

مولانا سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

(نفع اللہ المسلمین بعلمہ وفیوضہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرون ثلٰثہ کے بعد امت اسلامیہ میں طرح طرح کی خرابیاں جگہ بنانے لگیں، ان میں سے ایک خرابی جو مستحکم طریقے پر جگہ بنانے میں کامیاب ہوئی وہ کم علم خطیبوں اور واعظوں میں ہے۔ ہر زمانے میں اس کی نوعیت جداگانہ رہی، اور ہر زمانے کے اہل علم اور خداترس علماء نے کچھ نہ کچھ ضبط تحریر میں لایا تاکہ ان خطیبوں اور واعظوں کی اصلاح ہو سکے۔

دور حاضر کے خطیبوں اور واعظوں میں پہلے کی بہ نسبت کچھ زیادہ خرابی آ گئی ہے جس کا تفصیلی احاطہ حضرت علامہ مفتی محمد فاروق غزالوی مُدَّ ظِلُّہُ العَالِی نے اپنی کتاب ''تنبیہ الواعظین'' میں فرمایا ہے۔ میرے علم اور مشاہدے کے مطابق مؤلف موصوف نے جن جن خرابیوں کا ذکر کیا ہے وہ تمام سو فیصد پائی جاتی ہیں۔

چونکہ خطباء اور واعظین اپنے فن کے ذریعے بیشتر عوام الناس کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں اس لیے ان سے حق اور سچ کہنا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ ان کے مزاج میں

بڑا پن آچکا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود مؤلف موصوف نے جس شاندار انداز میں اصلاحی پہلوکواجاگر کیا ہے ،لگتا ہے کہ اسے تسلیم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ مؤلف موصوف نے اپنی کوئی بات دلیل کے بغیرنہیں لکھی ہے۔مزید یہ کہ کسی ایک اصلاحی پہلوپرکئی کئی مستندکتابوں کے حوالے پیش کیے ہیں جن سے انکار کے لیےکوئی راہ نہیں نکل سکتی ہے۔ہاں بتقاضائے محاورہ ''میں نہ مانوں'' کےتحت کوئی انکارکرے تو اس کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد ہے ۔ایسے خطیبوں اورواعظوں کے لیے دعاہی کرسکتاہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حق اورسچ ماننے کی توفیق عطافرمائے۔

مؤلف موصوف بڑے منجھے ہوئے حدیث کے استاد ہیں اور کافی عرصے سے ''دارالعلوم محمدیہ غوثیہ سائیٹ کراچی''میں شیخ الحدیث کےفرائض انجام دے رہے ہیں ،درس وتدریس کے شعبہ سے عرصہ دراز سے منسلک ہیں ،آپ اہل علم میں قدرکی نظر سے دیکھے جاتے ہیں،آپ کے مزاج میں انکساری کا پہلوغالب رہتا ہے۔

آخر میں دعاہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مفتی محمد فاروق غزالوی مُدَّ ظِلُّهُ الْعَالِیْ کی اس کاوش کوقبول فرمائےاورکتاب ہذاہم سب کی اصلاح کاباعث بنے۔

......آمین بجاہ خاتم النبین ﷺ و الہ و اصحابہ اجمعین......

سید محمد ممتاز اشرفی

(شیخ الحدیث) دارالعلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی کراچی

12-10-2019

پیش لفظ

امر بالمعروف ونھی عن المنکر یعنی خلق خدا کو خالق عزوجل کی جانب دعوت دینا اورانہیں شیطان کی شرارتوں سے آگاہ کرنا انبیائے کرام کا منصب ہے۔ جب تک اس منصب کے جانشین علم وفضل ،تقویٰ وطہارت کے حامل اور درددین کے مالک علماء ومشائخ رہے تب تک دین روبہ ترقی رہا۔ ان نفوس قدسیہ نے ہر دور میں جہاں دین میں داخلی پیدا شدہ خرابیوں کا تدارک کیا وہیں اپنی علمی گفتار اور عملی کردار سے بیرونی دنیا کو بھی بے حد متاثر کیا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ علماء وصوفیاء کی تبلیغ سے روئے زمین کے پورے کے پورے خطے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔لیکن جب سے شعبہ تبلیغ میں محض علیم اللسان ، فصیح البیان ،بدرالواعظین ،قمر المقررین ،شمس الخطباء ،نجم النبلاء ،مناظر اسلام ،شمشیر بے نیام اور شیخ الاسلام نمودار ہوئے ہیں۔تب سے اہل اسلام بالعموم اور اہل سنت وجماعت بالخصوص زوال در زوال کا شکار ہوتے جارہے ہیں ، یہ شمس وقمر ،نجم وبدر جس قدر زیادہ چمک دمک کا مظاہرہ کرتے ہیں اتنا ہی گمراہیت کی ظلمت ،دلوں کی سیاہیت میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ یقیناً اس کا ایک سبب تو داعی اعظم ﷺ کے اسلوب دعوۃ کو ترک کرکے اپنے خودساختہ مصنوعی نت نئے طریقوں سے میدانِ دعوۃ وتبلیغ میں اترنا ہے اور دوسرا بڑا سبب علمی وعملی معیار کا مفقود ہونا ہے۔

داعی اعظم سید الفصحاء والبلغاء صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز تخاطب واسلوب خطابت اور انداز دعوت کس قدر سادہ مگر حسین ودلنشین تھا اور کتنا کشش وجاذبیت کا حامل تھا، امام الادب جاحظ اس کی جھلک کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو قلیل الفاظ مگر کثیر المعنی پر مشتمل ہوتی، تصنع وتکلف سے بلند وبالا تھی جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اعلان کردیجئے وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں، آپ تفصیل کے موقع پر تفصیل اور اجمال کے مقام پر اجمال سے کام لیتے، غیر مانوس الفاظ سے اجتناب برتتے، بازاری لب ولہجے سے (تو ویسے) ہی معصوم تھے، حکیمانہ کلام بھی عصمت کی چادر میں لپٹا ہوا ہوتا **وهو الكلام الذی القی اللہ علیہ المحبة وغشاه بالقبول وجمع بين المهابة والحلاوة** اللہ نے آپ کے کلام میں محبت کو انڈیل دیا تھا، قبولیت سے ڈھانپ دیا تھا اور اس میں ہیبت وحلاوت دونوں جمع فرمادی تھی، طویل بات کو مختصر الفاظ میں ادا فرماتے، مقابل کو صرف ایسی دلیل سے خاموش کراتے جس سے وہ آگاہ ہو، اور گفتگو میں صدق کے ذریعے حجت قائم کرتے، حق کے ذریعے غلبہ حاصل کرتے، (دوران گفتگو) دھوکہ (یا مغالطے) سے کام لیتے نہ شک میں مبتلا کرتے، اشاروں کنایوں میں بات کرتے نہ نکتہ چینی فرماتے، (الغرض) لوگوں نے آپ کے کلام سے زیادہ نفع بخش، الفاظ کے اعتبار سے صادق، وزن کے لحاظ سے قابل اعتبار، اجمل المذھب، عمدۃ المطالب، موقع کے اعتبار سے احسن، ادئیگی کے لحاظ سے سہل، معنی کے اعتبار سے فصیح اور مقصود

کے لحاظ سے واضح کلام نہیں سنا۔ (البیان والتبیین، باب فی الخطب ج ۲ ص ۱۳ و ۱۴)

ملاحظہ کیجئے مقرر ہو یا مدرس، مناظر ہو یا متکلم یا پھر مصنف سب کے لئے کس قدر رہنما اصول موجود ہیں جن کی روشنی میں دعوتِ تبلیغ کو بے انتہا موثر بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص وہ خطباء و آئمہ جنہیں ہر ہفتے بلکہ آئے دن لوگوں سے مخاطب ہونے کا موقع میسر آتا رہتا ہے انہیں تو بدرجہ اولی ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے لیکن جب ہم اپنے معاصر خطباء و مقررین کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو اکثر اس اہم سنت سے عاری نظر آتے ہیں بلکہ ان کی حالت زار دیکھ کر تو دل مسوس ہو کر رہ جاتا ہے، کوئی قائدہ قانون نہیں کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں بس لب ولہجہ ،آواز و انداز ہو یا پھر شعلہ بیاں، صاحب سر تال جس میں یہ اوصاف جس قدر اکثر پائیں جاتیں ہیں وہ ہی منبر و محراب کی زینت بنائے جاتیں ہیں۔ خواہ علم و عمل کے لحاظ سے ان کی حالت کتنی ہی ابتر کیوں نہ ہو، میری اس تالیف کے اصل محرک بھی یہی نیم خواندہ خطیب و مقررین ہیں، انہوں نے شعبہ خطابت میں جو جو خلاف سنت امور وضع کیئے ہیں میں نے ان کی نشاندہی کر کے سید المبلغین ﷺ کے ارشادات اور آئمہ وفقہاء کے اقوال اور اولیاء کاملین کے احوال سے ان کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔ یقیناً یہ تمام تر سعی نیک جذبے کے تحت ہے نہ کہ کسی معین فرد و شخصیت کی تحقیر کی غرض سے۔ پھر غالباً اس موضوع پر اردو زبان میں یہ پہلی مستقل تصنیف ہو گی جس میں خطباء و مقررین کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ ہر چند اس پر بعض سلف کی عربی کتب موجود ہیں جنھوں نے اپنے زمانے کے خطباء کی خبر لی ہے تاہم عصر رواں میں، میں نے ایسی کوئی

تالیف نہیں پائی، شاید اس کی وجہ سنجیدہ اہل علم حضرات کا اپنی عزت وحرمت کو سرعام نیلامی سے محفوظ رکھنا ہو!!! بھر حال میں نے ذات باری تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی معروضات پیش کردی ہیں اب یہ اہل علم حضرات، خطباء اور عامۃ الناس پر ہے کہ وہ اسے کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر میں کہیں خطا کرگیا ہوں تو یقیناً یہ میری علمی وعملی کوتاہی کا نتیجہ ہے اور اگر راہ راست پر رہا ہوں تو بلاشبہ یہ محض میرے رب عزوجل کا فضل ہے۔ لہذا اگر اہل علم حضرات نے میری کسی غلطی پر متنبہ کردیا تو ان شاء اللہ مجھے رجوع کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ آخر میں، میں سلسلہ اشرفیہ کی اس عظیم روحانی شخصیت کا شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتا ہوں جن کی بدولت یہ کتاب قارئین کے ہاتھوں میں پہنچنا ممکن ہو پائی، اللہ نے انہیں حسب ونسب اور روحانی مدارج کے ساتھ بھرپور علمی وجاہت سے بھی نوازا ہے، آپ نہ صرف یہ کہ دو درجن بھر کتب کے مصنف ہیں بلکہ مفسر قرآن بھی ہیں، اور علمی حلقوں میں محقق شخصیت کی حیثیت سے معروف ہیں لیکن باین ہمہ گوشہ نشین، شہرت سے کوسوں دور محض درس وتدریس اور مسند ارشاد سے وابستہ ہیں اور بس۔ میری مراد مفسر قرآن، ممتاز ملت، پیر طریقت، شیخ الحدیث سید محمد ممتاز اشرفی زید شرفہ ہیں۔ آپ نے مجھ جیسے عامی کو خاص کا درجہ دے کر نہ صرف حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ اس تالیف پر نظر ثانی فرما کر کئی مقامات پر اصلاح بھی فرمائی ہے اور ساتھ ہی بے حد مفید مشوروں سے بھی نوازا جو کہ یقیناً میرے لئے میری آنے والی تالیفات میں بے حد کارآمد ثابت ہونگے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء اور ساتھ ہی میں اپنے ادارے کے مہتمم خطیب اہل سنت حضرت علامہ خلیل

الرحمٰن چشتی زید مجدہ کا بے حد شکرگزار ہوں جنہوں نے ہر ہمیشہ میری علمی کاوشوں میں حوصلہ افزاء ہمت بڑھائی، اللہ تعالیٰ ان سمیت میرے جملہ بہی خواہوں کو دنیا وآخرت میں خیر کثیر عطا فرمائے۔(آمین)

......محمد فاروق غزالوی......

خادم الحدیث والافتاء

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، سائٹ کراچی

وعظ گوئی کی فضیلت

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. ......(سورۃ حم سجدہ آیۃ ۳۳ پ ۲۵)......

ترجمہ: اس سے زیادہ اچھی بات کہنے والا کون ہے جو اللہ کی جانب بلائے اور خود بھی اچھے عمل کرے اور کہے کہ بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں"۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تلاوت کر کے فرمایا کرتے **"هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰهِ، هٰذَا وَلِیُّ اللّٰهِ ،هٰذَا صَفْوَةُ اللّٰهِ ،هٰذاخِیَرَةُ اللّٰهِ ،هٰذَا اَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ ،اَجابَ اللّٰهَ فِیْ دَعْوَتِهٖ ،وَدَعَا النَّاسَ اِلٰی مَا اَجابَ اللّٰهَ فِیْهِ مِنْ دَعْوَتِهٖ وَعَمِلَ صَالِحًا فِیْ اِجابَتِهٖ وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، فَهٰذَا خَلِیْفَةُ اللّٰهِ** یہ دعوت الی اللہ دینے والا اللہ کا حبیب ہے، یہ ولی اللہ ہے، یہ اللہ کا منتخب اور پسندیدہ ہے، اس نے خود اللہ عزوجل کی دعوت کو قبول کیا اور پھر دوسروں کو بھی اس کی طرف دعوت دینے لگا اور دعوت کے مطابق عمل کرتا رہا، اور کہتا رہا میں مسلمانوں میں سے ہوں، پس زمین میں یہ اللہ کا خلیفہ ہے۔

......(تفسیر طبری رقم ۳۰۵۳۹ ج ۱۱ ص ۱۰۹ دار الکتب العلمیہ) ......

معلوم ہوا جس کسی نے اللہ عزوجل کی جانب بلایا اور خود بھی اس بلاوے کے مطابق عمل کرتا رہا خواہ وہ عالم ہو، خطیب ہو، پیر طریقت ہو، مؤذن ہو یا پھر کوئی اور وہ اللہ کا حبیب، ولی اللہ، پسندیدہ اور زمین میں اللہ کا خلیفہ ہے۔ سید المفسرین امام رازی

اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں: **ولٰکن الحق المقطوع به ان کل من دعا الی الله بطریق من الطرق فهو داخل فیه۔**

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے نکل کر مسجد میں تشریف لے آئے ،اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ لوگوں سے وعظ فرمارہے تھے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خاموشی سے) حلقہ کے ایک جانب آکر تشریف فرما ہوگئے ،جب حضرت ابن رواحہ کی نظر آپ پر پڑی تو یکدم خاموش ہوگئے ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شخص اپنا بیان جاری رکھو،انہوں نے عرض کی میرا باپ آپ پر قربان،آپ وعظ فرمائیں،لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً انہیں وعظ جاری رکھنے کا حکم ارشادفرمایا چنانچہ انہوں نے وعظ جاری رکھا،اختتام وعظ پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا'' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا کئے ہیں جولوگوں کوایام اللہ کی یاد دلاتے ہیں **وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لاَنْ اَصْبِرَ عَلٰی ھَذَاطَرَفِیِ النَّھَارِ اَحَبَّ اِلٰیَ مَنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ مِنْ بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ وَ بِھَذَا بُعِثْتُ وَبِھٰذَا اُمِرْتُ** اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں صبح شام اسی مجلس میں بیٹھا رہوں تو اپنے لئے اولاد اسماعیل میں سے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

......(القصاص والمذکرین لابن جوزی المکتب الاسلامی بیروت ص ۱۶۸)......

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤمن

کا سب سے پسندیدہ صدقہ یہ ہے کہ وہ کسی قوم کو وعظ ونصیحت کرے تو جب وہ اس کی محفل سے اٹھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے وعظ سے انہیں نفع پہنچائے۔

......(القصاص والمذکرین لابن جوزی ص۱۶۹)......

یہ فضیلت صرف ان جید، مستند علمائے حق کے لئے ہے جنہوں نے اپنے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ ہو کر قرآن، حدیث اور فقہ کی باریکیاں سمجھیں، یا ان اہل علم کے لئے ہے جنہوں نے افواہ الرجال اور مستند کتب سے اپنے علم کو پختہ کیا یا پھر اس کے مصداق وہ پڑھے لکھے حضرات ہیں جو علمائے حق کی تصنیف سے وعن وعظ نقل کرتے ہیں اپنی جانب سے کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔

رہے وہ پیشہ ور غیر عالم شعلہ بیان، صاحب طرز و تال مقررین وواعظین جو قیمتی خوبصورت جبوں، قبوں میں ملبوس ہو کر چند اردو کتابوں سے یا معروف مقررین کی تقریریں رٹ کر ہر رطب ویابس بیان کرتے پھرتے ہیں بلاشبہ اس فضیلت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، بلکہ ایسوں کا وعظ ان پر باعث وبال ہے۔

غیر عالم پیشہ ور واعظ کا وعظ کرنا
اور اسے سننا دونوں اشد حرام ہے

☆ ابو قبیل سے مروی ہے کہ سیدنا مولائے کائنات علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **مَنْ لَّمْ یَعْلَمْ مَنْسُوْخَ الْقُرْآنِ فَلَایَقُصُّ عَلَی النَّاسِ**، یعنی جو شخص قرآن پاک کے ناسخ ومنسوخ کا علم نہیں رکھتا وہ لوگوں کو وعظ مت کرے۔

......(الجامع فی الحدیث لابن وھب، دار الوفا، الحدیث ۵۶۸ ج ۱ ص ۶۶۲)......

☆ ابو البختری بیان کرتے ہیں ہے کہ ایک دن سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ مسجد کوفہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑے ہوکر وعظ کر رہا ہے، آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ شخص لوگوں کو وعظ کر رہا ہے، آپ نے فرمایا یہ وعظ نہیں کر رہا بلکہ کہہ رہا ہے کہ میں فلاں بن فلاں ہوں مجھے پہچانو (شہرت کا طلبگار ہے) پھر آپ نے اسے طلب کر کے پوچھا **اَتَعۡرِفُ النَّاسِخَ مِنَ الۡمَنۡسُوۡخِ؟** کیا تم ناسخ، منسوخ کا علم رکھتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ نہیں آپ نے فرمایا **فَاخۡرُجۡ مِنۡ مَسۡجِدِنَا وَلَاتَذۡکُرۡ فِیۡهِ** ہماری مسجد سے نکل جا، (آئندہ) اس میں وعظ مت کرنا۔

......(الدر المنثور سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۶ ج۱ ص۲۵۹،
کنز العمال رقم ۲۹۴۳۵، ج۱۰ ص۱۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)......

☆ قاضی شریح سے مروی ہے کہ میں سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا آپ درہ اٹھائے ہوئے بازار تشریف لے چلے، آپ ایک مجمع میں پہنچے، جہاں ایک شخص وعظ کر رہا تھا آپ نے اسے روک کر فرمایا ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے جدا ہوئے عرصہ ہی کتنا گزرا ہے اور تو کھڑے ہوکر وعظ کر رہا ہے، اب میں تم سے دو سوال پوچھوں گا اگر تم نے درست جواب دیئے تو فبہا، ورنہ اس درے سے تمہاری درگت بناؤں گا، اس نے کہا امیر المؤمنین آپ سوال پوچھئے چنانچہ آپ نے اس سے پوچھا ایمان کا ثابت رہنا اور اس کا زوال کس چیز میں ہے؟ اس نے جواب دیا ایمان کی ثابتی پرہیزگاری اور اس کا زوال لالچ میں ہے۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا درست ہے **فَمِثۡلُکَ یَقُصُّ** تمہارے جیسا شخص وعظ کر سکتا ہے۔

......(کنز العمال رقم ۲۹۴۳۷ ج۱۰ ص۱۲۴، القصاص والمذکرین لابن جوزی ص۱۸۱)......

☆ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ

آپ کا گزر ایک مقرر پر ہوا جو وعظ کر رہا تھا فر کلہ بر جلہ آپ نے اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا اَتدْرِیْ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ کیا ناسخ منسوخ جانتے ہو؟ اس نے کہا یہ ناسخ منسوخ کیا ہوتا ہے فرمایا تم ناسخ منسوخ نہیں جانتے؟ عرض کی نہیں آپ نے فرمایا قَدْ هَلَكْتَ وَاَهْلَكْتَ تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔

......(المعجم الکبیر الحدیث ۱۰۴۵۶ ج۵ ص۱۸۲، دارالکتب العلمیہ بیروت)......

☆ حضرت ابوادریس خولانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد کو آگ میں جلتا ہوا دیکھوں یہ آسان ہے اس سے کہ اَنْ اَرَی فِیْهَا رَجُلاً یَقُصُّ لَیْسَ بِفَقِیْهٍ اس میں کسی ایسے شخص کو وعظ کرتے ہوئے دیکھوں جو فقیہ عالم نہ ہو۔

......(القصاص والمذکرین ص۳۵۲)......

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سے سوال ہوا کہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس زمانے میں بہت لوگ اس قسم کے ہیں کہ تفسیر وحدیث بے خواندہ و بے اجازت اساتذہ بر سر بازار ومسجد وغیرہ بطور واعظ ونصائح کے بیان کرتے ہیں حالانکہ معنی ومطلب میں کچھ مس نہیں فقط اردو کتابیں دیکھ کے کہتے ہیں، یہ کہنا اور بیان کرنا ان لوگوں کیلئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

حرام ہے اور ایسا وعظ سننا بھی حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ یعنی جس شخص نے قرآن مجید میں بغیر علم کے کچھ کہا اسے اپنا ٹھکانا دوزخ سمجھنا چاہئے۔ ......(فتاویٰ رضویہ ج۲۳ ص۷۳۳)......

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ (ہوتا ہے) اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ قَالَ فِیْ الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ. ''جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے''۔

احادیث میں اسے صحیح وغلط ثابت وموضوع کی تمیز نہ ہوگی اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ یَّقُلْ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

اور فرماتے ہیں ﷺ اِفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا، یعنی بے علم مسئلہ بیان کیا سو خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

دوسری حدیث میں آیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْہُ مَلٰئِکَۃُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، یعنی جو بے علم فتویٰ دے اسے آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کریں۔

......(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۲۷)......

امام اہل سنت مزید فرماتے ہیں:

جاہل خود بیان کرنے بیٹھے تو اسے وعظ کرنا حرام ہے اور اس کا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اسے

منبر سے اتار دیں کہ اس میں نہی منکر ہے اور نہی منکر واجب ہے۔

......(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۰۹)......

باب العلم سیدنا مولائے ملت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حبر الامت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام اہل سنت قدس سرہ کے فتاویٰ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ غیر عالم جاہل مقرر جو محض اردو کتابوں سے موضوع من گھڑت ہر قسم کی روایات لے کر تقریر تیار کر کے طرز یں لگا کر یا شعلہ بیانی کا مظاہرہ کر کے عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں ان کا نہ صرف وعظ کرنا حرام ہے بلکہ ایسوں کو سننا بھی حرام ہے۔ خاص طور پر یہاں سے مولا علی رضی اللہ عنہ کے وہ چاہنے والے عبرت حاصل کریں جو جاہل واعظین کو بلا کر ان کی زبانی اہل بیت کے جھوٹے موٹے فضائل سنتے اور نعرہ حیدری کے فلک شگاف نعرے لگاتے ہیں۔ ذرا سوچئے جو مولائے کائنات جاہل واعظی کو مسجد سے نکال بھگائیں بلکہ ایسوں کو درہ لگائیں وہ بھلا ایسوں کی زبانی اپنے فضائل کیونکر سنوانا گوارا کریں گے۔ لہٰذا جو منتظمین محفل اس قسم کے مقررین کو وعظ کے لئے بلاتے ہیں وہ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں بلکہ ان سے بڑھ کے مجرم ہیں کہ ان کی شہرت کا باعث یہ ہی بنتے ہیں۔

غیر عالم پیشہ ور خطیب کو وعظ کے لئے بلانا گناہ کبیرہ ہے

وہ منتظمین محافل جو علماء کو نظر انداز کر کے محض شعلہ بیانی اور طرز و تال کے پیش نظر پیشہ ور مقررین کو اپنی محافل میں پروٹوکول دے کر لاتے ہیں اور بھولے بھالے عوام کے چندے سے ان کی جیبیں گرم کرتے ہیں، ذرا وہ آنکھیں کھول کر بغور نائب

رسول ﷺ امام اہل سنت مجدد ملت رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ ملاحظہ کریں۔ آپ لکھتے ہیں:

ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں ،ایسی مجالس اور ان کے پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے(مقرر)پر وبال ہے اور خود اس کا اپنا گناہ اس پر علاوہ، اور ان حاضرین وقاری (مقرر) سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ اس پر طرہ (مزید ہے)مثلاً ہزار شخص حاضرین مذکور(موجود) ہوں تو ان پر ہزار گناہ اور اس کذاب قاری (مقرر)پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی (مجلس) پر دو ہزار دوگناہ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اس قاری (مقرر) کے اور ایک خود اپنا، پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ ،جس قدر کلمات نامشروعہ وہ قاری (مقرر) جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب ووبال وعذاب تازہ ہونا مثلاً فرض کیجئے ایسے سو کلمات مردودہ اس مجلس میں اس نے پڑھے تو ان حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم ودین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی (مجلس)پر دو لاکھ دو سو، وقس علیٰ هٰذا۔ ......(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۳۴)......

الغرض جاہل مقرر محفل میں جتنی غلط باتیں کرے گا ہر ہر کلمے کا گناہ نہ صرف اس پر بلکہ منتظم مجلس کی گردن پر اس سے دوگناہ زیادہ ہوگا۔

غیر عالم جاہل واعظین سے وعظ کرانے کا امت پر وبال

جاہل مقررین سے وعظ کرانے کا وبال نہ صرف منتظمین محفل پر ہوتا ہے بلکہ یہ پوری امت کے لئے بھی تباہی کا سبب ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیر و بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ علماء و اکابرین اور ذونسب سے علم حاصل کرتے رہیں گے، لیکن جب وہ چھوٹوں اور احمقوں سے علم حاصل کرنا شروع کریں گے تو ہلاک ہوجائیں گے۔

......(المعجم الکبیر رقم ۸۵۱۲ ج ۹ ص ۶۹ ۴، کنز العمال رقم ۲۹۴۱۳ ج ۱۰ ص ۱۲۰)......

☆ حضرت حسن سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس امت پر تین چیزوں کا خوف ہے اَلْعَصْبِيَةُ وَالْقَدْرِيَةُ وَرِوَايَةُ الْعِلْمِ عَنْ غَيْرِ ثَبْتٍ قوم پرستی، قدریت اور غیر ثقہ افراد سے علم کی روایت۔

......(الکامل فی الضعفاء الرجال خطبۃ الکتاب ج ۱ ص ۲۴۵)......

☆ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَمَّا هَلَكُوْا قَصُّوْا یعنی بنی اسرائیل جب ہلاک ہوئے تو انہوں نے قصہ گوئی کرنا شروع کردی۔

......(المعجم الکبیر للطبرانی رقم ۳۶۱۷ ج ۴ ص ۴۵۲)......

☆ حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **ما امات العلم الا القصاص** پیشہ ور واعظیوں، خطیبوں نے علم تباہ کر کے رکھ دیا ہے، ایک شخص سال بھر ان کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہے پھر بھی جاہل کا جاہل ہی رہتا ہے جبکہ عالم کی مجلس سے کچھ سیکھ کر ہی اٹھتا ہے۔ ......(حلیۃ الاولیاء ج۲ ص۲۸۷)......

مستند عالم کے وعظ سننے کی فضیلت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت لقمان حکیم نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: میرے بچے علماء کی مجلس میں حاضر ہوا کرو، حکماء کا کلام سنا کرو **فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحۡیِی الۡقَلۡبَ الۡمَیِّتَ بِنُوۡرِ الۡحِکۡمَۃِ کَمَا یُحۡیِی الۡاَرۡضَ الۡمَیۡتَۃَ بِوَابِلِ الۡمَطَرِ** کیونکہ اللہ ان کے نور حکمت سے مردہ دلوں کو اس طرح زندہ فرماتا ہے جس طرح موسلا دھار بارش سے بنجر زمین کو شاداب کرتا ہے۔

......(المعجم الکبیر للطبرانی رقم ۷۸۱۰ ج۸ ص۱۹۹، مجمع الزوائد ج۱ ص۱۲۵، الترغیب للمنذری ج۱ ص۶۳)......

اہل علم کی علمی مجلس میں شرکت کی فضیلت

سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغ سے گزرو تو وہاں سے کھالیا کرو، **قَالُوۡا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَمَا رِیَاضُ الۡجَنَّۃِ قَالَ مَجَالِسُ الۡعِلۡمِ** (صحابہ نے) عرض کی یارسول اللہ ﷺ جنت کا باغ کیا ہے؟ فرمایا علم کی مجالس۔ ......(المعجم الکبیر لطبرانی رقم ۱۰۹۹۵ ج۵ ص۲۷۸)......

اور اس حدیث کو خطیب بغدادی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے مرفوعاً وموقوفاً بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ: جب تم جنت کے باغ سے گزروتو وہاں سے کھالیا کرو اَمَا اِنِّیْ لَا اَعْنِیْ حِلَقَ الْقُصَّاصِ، وَلٰکِنِّیْ اَعْنِیْ حِلَقَ الْفِقْهِ میری مراد واعظیوں کی محافل نہیں بلکہ فقہ (شرعی مسائل) کے حلقے ہیں۔

(الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی، ذکر روایۃ ان الفقہ ھی ریاض الجنۃ ج۱ص۹۵)

امام ابن سیرین فرماتے ہیں: ایک دن میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا اسود بن سریع وعظ کر رہے ہیں جبکہ مسجد کے ایک کونے میں علماء وطلبہ حلقہ لگا کر مسائل شرعیہ پر مذاکرہ کر رہے تھے میں ان دونوں حلقوں کے درمیان دو رکعت نماز ادا کر کے بیٹھ گیا اور سوچنے لگا ان میں سے کس حلقے میں جا بیٹھوں، سوچا اسود بن سریع کے حلقہ وعظ میں جا کے بیٹھوں شاید ان کی دعاؤں کے ساتھ میری دعا بھی قبول ہو جائے، ان پر ہونے والی رحمت سے کچھ مجھے بھی حصہ حاصل ہو۔ پھر سوچا کہ اہل علم کے حلقے میں شریک ہو جاؤں اور کوئی شرعی مسئلہ سیکھ کر اس پہ عمل پیرا ہو جاؤں۔ کچھ دیر اسی تردد میں رہا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا، بالآخر وہاں سے اٹھ کر واپس چلا گیا، رات خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہا: آج تم ان دونوں حلقوں کے درمیان کھڑے تھے؟ میں نے کہا ہاں اس پر اس نے کہا: اگر تم اس حلقے میں جا بیٹھتے جہاں شرعی مسائل کا تذکرہ ہو رہا تھا، **لوجدت جبریل معھم** تو تم وہاں جبریل امین کو پاتے۔

......(جامع بیان العلم وفضلہ ج۱ص۲۲۷ دار ابن جوزی)......

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ علماء کی مجلس میں حاضر ہونے کا کیا ثواب ہے تو ان کی مجلس میں جگہ پانے کے لئے آپس میں لڑ پڑیں، یہاں تک کہ ہر صاحب اقتدار اپنا اقتدار چھوڑ دے اور ہر تاجر اپنی تجارت ترک کر دے۔ ......(احیاء علوم الدین ج۱ص۳۴۹ دار المعرفۃ بیروت)......

عالم کی تعریف

درمختار میں ہے: **العالم من يستخرج المعنى من التركيب كما يحق وينبغى:** یعنی عالم وہ ہے جوتراکیب الفاظ سے معنی استخراج کر سکے جیسا کہ ثابت اور مناسب ہے۔

......(درمختار مع ردالمحتار کتاب الشہادت باب القبول وعدمہ ج۸ص۲۲۶ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)......

حضرت امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ دونوں فرماتے ہیں: **ان العالم اذا لم يعرف الصحيح والسقيم والناسخ والمنسوخ من الحديث لا يسمى عالماً** ۔یعنی ''کوئی عالم ہونے کا مدعی اگر حدیث میں صحیح وسقیم اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت نہیں رکھتا تو اسے عالم نہیں کہا جائے گا''۔

......(ذکر النوع التاسع عشر من علوم الحدیث ،معرفۃ علوم الحدیث ص۶۵)......

امام اہل سنت سے سوال ہوا: عالم کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے جواب دیا: عالم کی یہ تعریف ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔ ......(الملفوظ ص۵۸)......

عالم کی متذکرہ تعریفات کی رو سے وطن عزیز کے پچانوے فیصد مقررین و واعظین پورے نہیں اترتے ان بچاروں کو عربی عبارت پڑھنا اور حدیث کی صحت وسقم کی معرفت تو درکناران کے لئے فقہ کی مشہور اردو کتاب بہار شریعت سے کتاب الطلاق اور کتاب البیوع کے مسائل سمجھنا بھی دشوار ہے۔

عوام کے نزدیک عالم کی تعریف اور علم کا معیار

عالم کی شرعی تعریف تو بیان ہو چکی ،عوام کے کے نزدیک عالم اور علم کا معیار

کیا ہے ملاحظہ ہو:

اعلیٰ اور عمدہ انداز بیان ،اعلی لباس ،اعلی سواری ،اعلی منصب ،اعلی شہرت ،اعلی خانوادے سے تعلق ،یا محض اعلیٰ چرب زبان یا پھرٹی وی پرتھری پیس سوٹ ،فرنچ کٹ داڑھی ،مخصوص لب ولہجہ(جس میں مادری زبان کم انگلش زیادہ) میں دینی گفتگو کرنا۔ان اوصاف سے جو جتنا زیادہ مزین ہوگا وہ اتنا ہی اعلیٰ عالم دین اور مذہبی اسکالرسمجھا جاتا ہے خواہ وہ علمی اعتبار سے کتنا ہی پست کیوں نہ ہو۔اس کے برعکس مالی لحاظ سے کمزور،غیر معروف،درس وتدریس کا دیوانہ اورسیدھا سادہ باعمل عالم دین خواہ علم میں کتنا ہی پختہ اور منجھا ہوا کیوں نہ ہو،عوام تو عوام خواص میں بھی ان کی اس طرح کی عزت افزائی اور قدر دانی نہیں کی جاتی جس کے وہ مستحق ہیں۔مولائے روم اور علامہ علی قاری نے علماء کے ساتھ اس ناروا سلوک پر کیا خوب مثال دے کر تبصرہ کیا ہے لکھتے ہیں:

دوران سفر ایک غریب فقیر،نادار شخص کی ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو خود پیدل چل رہا تھا اور اونٹ پر بھاری بوجھ لادا ہوا تھا،فقیر نے اس سے پوچھا آپ نے اونٹ کی دونوں جانب کیا چیز لادی ہوئی ہے؟ جواب دیا: ایک جانب طعام ہے جبکہ دوسری جانب پتھر اور کنکر ہیں،تاکہ دونوں جانب نظام برابر رہے فقیر اس کی کم عقلی پر متعجب ہوا اور کہا اگر آپ پتھر،کنکر نکال پھینک دو اور طعام کے دو حصے کر کے دونوں جانب لاددو تو اس طرح بوجھ بھی کم ہو جائے گا اور آپ بھی پیدل چلنے کی صعوبت سے بچ جائیں گے۔صاحب اونٹ کی عقل میں یہ بات آگئی،اس نے ازروئے تشکر کہا اللہ تعالیٰ آپ کو برکت عطا فرمائے آپ نے بہت خوب مشورہ دیا پھر اس نے فقیر کے

مشورہ کے مطابق عمل کیا، بعدازاں اس نے اپنے ساتھ فقیر کو بھی اونٹ پرسوار کیا اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے، دوران سفر شتر سوار نے فقیر سے پوچھا آپ اتنے عقلمند ہیں شاید آپ کسی ملک کے بادشاہ ہیں؟ فقیر نے کہا نہیں، پھر آپ ضرور کسی بادشاہ کے وزیر ہوں گے؟ فقیر کا جواب اب بھی نفی میں تھا شتر سوار نے امیر، تاجر، رئیس وغیرہ کے متعلق باری باری سوال کیا فقیر کا ہر مرتبہ جواب نفی میں ہوتا۔ بالآخر شتر سوار نے متعجب ہوکر کہا آپ اتنے عقلمند ہونے کے باوجود کچھ بھی نہیں ہیں محض حقیر وفقیر ہیں !!!! پھر غضب ناک ہوکر کہا تو بھی منحوس تیرا چہرہ بھی منحوس اور جو تیری بات سنے وہ بھی منحوس یہ کہہ کر اس نے فقیر کو اونٹ سے اتار دیا اور پھر سے سابقہ طریقے پر طعام اور پتھر لاد کر خود پیدل چل دیا۔

علامہ علی قاری یہ حکایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: دنیا میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں مثلاً: جب کوئی عالم فقیر یا شیخ حقیر ہو تو لوگ ان کے کلام کی جانب نہ تو التفات کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے مقام ومرتبہ کے مطابق تعظیم وتوقیر کرتے ہیں ، برخلاف اس عالم یا شیخ کے جو لوگوں میں شہرت یافتہ ہوتا ہے اور ان کی علمی وجاہت لوگوں کے درمیان مشہور ہوتی ہے، لوگ ان کی باتیں سن کر قبول کرتے ہیں اور عمل کرتے ہیں خواہ وہ نام نہاد عالم علم وعمل کے لحاظ سے کتنا ہی ناقص کیوں نہ ہو۔ پس اللہ ہی اپنے دین کا محافظ اور اپنے حبیب ﷺ کا حامی وناصر ہے۔

......(مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الرقاق ج ۹ ص ۸۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)......

علامہ علی قاری کی اس رائے کی تائید اور واعظیوں کی عوام میں پذیرائی کا اندازہ اس حکایت سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

عبدالجبار الحضرمی کہتے ہیں کوفے میں بہت ہی مشہور ومعروف واعظ زرعہ کا بہت ہی چرچا تھا، سیدنا امام الامت مرشد الملت امام اعظم کی والدہ ان کی بڑی مداح تھی ایک مرتبہ والدہ ماجدہ کو کسی مسئلہ میں فتویٰ درکار ہوا، امام الامت نے فتویٰ کا جواب ارشاد فرمادیا لیکن والدہ نے فرمایا **لا اقبل الا ما یقول زرعة القاص** مجھے صرف وہی فتویٰ قبول ہے جو زرعہ واعظی دے گا، چنانچہ امام صاحب والدہ ماجدہ کی تسلی کرانے کے لئے زرعہ واعظی کے پاس لے گئے اوران سے فرمایا: والدہ آپ سے یہ شرعی مسئلہ دریافت کرنے کے لئے تشریف لائی ہیں، زرعہ بچارہ محض ایک واعظی تھا اس نے جب یہ سنا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ،عرض کی حضور آپ کے ہوتے ہوئے بھلا میں کیا فتویٰ دے سکتا ہوں **انت اعلم منی و افقه فافتها** آپ مجھ سے بڑھ کر فقیہ ہیں، آپ ہی فتویٰ دے دیجئے نا (آپ کو اس کے حال پر رحم آگیا) فرمایا میں نے تو یہ جواب عرض کر دیا ہے اب آپ اس کی تصدیق فرما دیں گے تو والدہ کو اطمینان حاصل ہو جائے گا، زرعہ نے والدہ سے عرض کی **القول کما قال ابو حنیفه** آپ کے مسئلہ کا وہی جواب ہے جو آپ کے فرزند ابو حنیفہ نے دیا ہے، تب جا کے والدہ مطمئن ہوئیں اور واپس آگئیں۔

(فضائل ابو حنیفہ واخبارہ ومناقبہ لابن ابی عوام ص ۱۸۸ المکتبۃ الامدادیہ مکۃ المکرّمۃ، القصاص والمذکرین ص ۳۱۹)

خطباء سے بروز قیامت سوال ہوگا

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ: **مَا مِنْ عَبْدٍ یَخْطُبُ خُطْبَةً اِلَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سَائِلُهُ عَنْهَا اَظُنُّهُ قَالَ مَا اَرَادَ بِهَا** یعنی: جو بندہ بھی وعظ کرے گا بروز قیامت اللہ عزوجل اس سے سوال کرے گا... کہ کس ارادے سے اس نے یہ وعظ کیا ہے۔.... حضرت مالک بن دینار یہ حدیث بیان کرنے کے

بعد شدید گریہ کرتے پھر فرماتے تم لوگ کیا سمجھتے ہو میرے اس وعظ کرنے سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، میں جانتا ہوں بروز قیامت اللہ عزوجل مجھ سے سوال فرمائے گا کہ کس نیت سے میں نے یہ وعظ کیا تھا۔

......(شعب الایمان ۱۶۴۹ ج ۳ ص ۲۸۰، کنز العمال رقم ۲۹۰۰۸ ج ۱۰ ص ۸۴)......

وعظ کرنا ایسا ہے جیسے خود کو ذبح کے لئے پیش کرنا

☆ حضرت یحیٰ سے مروی ہے کہ: ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وعظ کرنے کی اجازت طلب کی ،آپ نے فرمایا: تو چاہتا ہے کہ تجھے ثریا (ستاروں) تک بلند کیا جائے اور پھر زمین پر گرادیا جائے ،**فَاِیَّاکَ وَاِیَّاہُ فَاِنَّہُ الْذِّبْحُ** وعظ کرنے سے بچو، خود کو اس سے دور رکھو کیونکہ یہ خود کو ذبح کرنا ہے۔

......(تاریخ المدینۃ لابن شبۃ، ذکر القصص ج ۱ ص ۱۰)......

☆ حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے وعظ کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا: **اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّجْعَلَکَ اللّٰہُ تَحْتَ اَقْدَامِھِمْ** مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کے قدموں تلے نہ ڈال دے (راوی ابو عاصم کبھی یوں روایت کرتے کہ: سیدنا عمر نے فرمایا:) یہ خود کو ذبح کرنے کے لئے پیش کرنا ہے۔اور آپ نے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا۔ ......(تاریخ المدینۃ لابن شبۃ، ذکر القصص ج ۱ ص ۱۲)......

محض شہرت، عزت اور دولت کی خاطر خطابت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے انداز بیان محض اس لئے سیکھا کہ لوگوں کے دل جیت لے

لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَرْفًا وَلَاعَدْلًا توبروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض ونفل قبول نہیں فرمائے گا۔ (سنن ابوداؤد باب ماجاء فی التشدق فی الکلام ج۲ ص۳۳۵)

اس حدیث کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی جو عالم لچھے دار گفتگو، زناٹے کی تقریریں کرنا اس لئے سیکھے کہ لوگ اس کے جال میں پھنس جائیں، لوگ اس کے معتقد ہوجائیں۔

......(مرات شرح مشکوٰۃ ج۶ ص۴۳۹)......

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے اس بلیغ شخص کو ناپسند فرماتا ہے جو اپنی زبان اس طرح گھماتا ہے جس طرح گائے اپنی زبان گھماتی ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس میں وہ واعظین بھی داخل ہیں جو محض پیشہ ور واعظ ہیں صرف روزی کمانے کیلئے تقریریں کرتے ہیں سوائے لوگوں کو خوش کرنے کے اور کوئی غرض نہیں رکھتے۔

......(مرات شرح مشکوٰۃ ج۶ ص۴۳۸)......

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم اس لئے مت سیکھو کہ علماء سے مقابلہ کرتے پھرو، اور نہ اس لئے کہ جہلاء سے جھگڑتے رہو **وَلَا تَحَیَّزُوْا بِہِ الْمَجَالِسَ** اور اس لئے بھی مت سیکھو کہ مجالس (ومحافل) میں نمایاں جگہ حاصل کرو، پس جس نے ایسا کیا تو اسکے لئے آگ ہی آگ ہے۔ ......(ابن ماجہ ج ص۲۲ صحیح ابن حبان رقم ۷۷ ج۱ ص۲۷۸)......

لاتحیزوا بہ المجالس کے تحت علامہ سندھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ای: **لاتختاروا بہ خیار المجلس وصدورھا** یعنی مجالس ومحافل میں نمایاں مقام اور

صدارت حاصل کرنے لئے علم حاصل مت کرو۔

امام اہل سنت قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں:

''اور اگر (وعظ سے) مال یا شہرت مقصود ہے تو اگر چہ مسلمانوں کے لئے اس کا وعظ مفید ہو اس کے حق میں سخت مضر ہے، علماء فرماتے ہیں ایسی اغراض کے لئے وعظ ضلالت اور یہود ونصاریٰ کی سنت ہے ۔درمختار میں ہے: **التذکیر علی االمنابر للوعظ و الا تعاذ سنة الانبیاء و المرسلین ولریاسة و مال و قبو ل عامةمن ضلالة الیھود و النصاریٰ** منبر پر وعظ ونصیحت کرنا انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے ۔اپنی بڑائی ،مال یا اپنی مقبولیت کے لئے وعظ کہنا یہود ونصاریٰ کی گمراہی جیسے ہے''۔

......(فتاویٰ رضویہ ج۱۳ص۱۹۹،۲۰۰)......

بے عمل خطباء وواعظ کے لئے وعید شدید

جو خطیب اور واعظ دوسروں کو وعظ ونصیحت کرتا پھرے اور خود اپنے وعظ پر عمل نہ کرے ان کے لئے احادیث میں شدید وعید وارد ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے شب معراج کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی کینچیوں سے کاٹے جارہے تھے میں نے دریافت کیا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں، عرض کی **اَلْخُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِکَ یَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْسَوْنَ اَنْفُسَھُمْ** یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا وعظ کرتے تھے لیکن خود کو بھول جاتے تھے حالانکہ یہ

قرآن پڑھتے تھے تو کیا انہیں عقل نہ تھی۔ ......(صحیح ابن حبان رقم ۵۳ ج ۱ ص ۲۴۹)......

بے عمل خطیب اور واعظ کا وعظ اثر کیوں نہیں کرتا

آخر ایسا کیا ہے کہ کوئی پیشہ ور معروف ومقبول خطیب آئے دن ہر نئے خطاب کے ساتھ ساری زندگی لوگوں سے خطاب کرتا رہتا ہے لیکن پھر بھی لوگوں کی زندگیوں میں خاطرخواہ روحانی انقلاب پیدا نہیں کر پاتا جبکہ درویش صفت افراد بنا کسی تکلف وتصنع کے اپنے سادہ انداز بیان سے ہزاروں، لاکھوں افراد کے دلوں کو موہ لیتے ہیں، ان کے ظاہر وباطن کو شریعت وطریقت کا مظہر بنا دیتے ہیں۔یقیناً اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے، عمل بالعلم اور وعظ لوجہ اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ **ای جلسائنا خیر** ہمارے بہترین ہمنشین کون ہیں (ہم کن کی مجلس میں حاضر ہوا کریں؟) فرمایا **من ذکرکم اللہ رؤیتہ وزاد فی عملکم منطقہ وذکرکم بالآخرۃ عملہ** جن کی زیارت تمہیں اللہ کی یاد دلائے ،جن کی گفتگو تیرے عمل میں اضافہ کرے اور جن کا عمل تجھے آخرت کی یاد دلائے۔

......(الترغیب والترھیب رقم ۱۶۳ ج ۱ ص ۶۳)......

لیکن جب معاملہ اس کے برعکس ہو تو حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے توریت میں پڑھا کہ جب عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے تو **زلت موعظتہ عن القلوب کما یزل القطر عن الصفا** اس کا وعظ لوگوں کے قلوب سے اس طرح زائل ہو جاتا ہے جس طرح چکنے پتھر سے بارش کا پانی پھسل جاتا ہے۔

......(شعب الایمان رقم ۱۷۰۰ ج ۳ ص ۲۹۸)......

محمد بن احمد الفراء کہتے ہیں کہ حضرت حمدون القصار رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ''کیا وجہ ہے کہ آج ہمارے کلام سے اس طرح نفع نہیں اٹھایا جاتا جس طرح سلف الصالحین کے کلام سے اٹھایا جاتا تھا؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اسلام کی سربلندی، نفوس کی نجات اور رحمٰن عزوجل کی رضا کے لئے کلام کرتے تھے، جبکہ ہم **نتکلم لعزۃ النفس وطلب الدنیا ، وقبول الخلق** اپنے نفس کی سربلندی، طلب دنیا اور عوام میں مقبولیت کے لئے کلام کرتے ہیں۔ ......(شعب الایمان رقم ۱۷۰۱ ج ۳ ص ۲۹۸)......

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **العالم طبیب الدین والدراھم داء الدین فاذا اجتر الطبیب الداء الی نفسه فمتی یداوی غیرہ.** یعنی عالم، دین کا طبیب ہے اور درہم دین کے لئے بیماری ہے سو جب طبیب خود اپنے لئے بیماری کو پسند کرے تو دوسروں کا کیا علاج کرے گا۔

......(روضۃ العقلاء لابن حبان ص ۴۳)......

حضرت سوّار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **کلام القلب یقرع القلب وکلام اللسان یمر علی القلب صفحاً.** یعنی، دل سے نکلا ہوا کلام دل پر دستک دیتا ہے جبکہ زبان سے نکلا ہوا کلام سرسری طور پر دل سے گزر جاتا ہے۔

......(جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۷۰۰)......

بس یہی وہ اصل حقیقت ہے جو باعمل علماء وصلحاء کو عام پیشہ ور واعظوں سے ممتاز کرتی ہے۔

پیشہ ور واعظین اور خطباء کے متعلق غیبی خبریں

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشادفرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ ایسی قوم نکلے گی جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائے گی جیسے گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔

......(مسند امام احمد بن حنبل رقم ۱۵۹۷ ج ۳ ص ۱۵۴)......

☆ حارث سے مروی ہے کہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک واعظی کی آواز سنی، جب آپ نے اسے دیکھا تو وہ یکدم خاموش ہوگیا آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ واعظی نے عرض کی میں (فلاں) ہوں آپ نے فرمایا میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا: **سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ قُصَّاصٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْھِمْ** عنقریب میرے بعد قصہ گوواعظین ہونگے اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

......(مسند الفردوس لدیلمی رقم ۳۵۲۳ ج ۵ ص ۴۵۶، کنز العمال رقم ۲۹۴۳۸ ج ۱۰ ص ۱۲۵)......

☆ جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ جامع مسجد کوفہ میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ ایک خطیب لوگوں سے خطاب کررہا ہے اور بہت سے لوگ اس کے اردگرد وعظ سن رہے تھے، آپ یہ دیکھ کرسیدھا اس کے پاس آئے اور کوڑے سے اس کی درگت بنائی۔ آپ سے ایک شخص نے عرض کی: حضور آپ ایسے شخص کو کوڑے ماررہے ہیں جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دے رہا ہے اور انہیں عظیم نصیحت کررہا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمارہے تھے: **سَیَکُوْنُ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمٌ یُقَالُ لَھُمُ الْقُصَّاصُ لَایُرْفَعُ لَھُمْ عَمَلٌ اِلَی اللّٰہِ مَا کَانُوْا فِیْ مَجَالِسِھِمْ تِلْکَ** یعنی: عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جنہیں واعظی کہا جائے گا جب

تک وہ اپنے جلسوں میں ہونگے ان کے عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بلند (قبول) نہیں کیئے جائیں گے۔ (البدع والنھی عنھالا بن وضاع القرطبی رقم الحدیث ۳۰ ج ا ص ۴۴)

☆ حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اولٰئک یتعلمون الورع اما انہ سیاتی علیکم زمان یتعلمون فیہ الکلام سلف الصالحین تقوی و پرہیزگاری کے ''گر'' سیکھا کرتے تھے جبکہ عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگ انداز بیان کے گر سیکھیں گے۔

......(ذم الکلام واھلہ للھروی ص ۱۲۹)......

علماء کا قلیل ہونا اور خطباء کا کثیر ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے

۱...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مِنْ اِقْتِرَابِ السَّاعَةِ اِذَا كَثُرَ خُطَبَاءُ مَنَابِرِكُمْ** (کنز العمال رقم ۳۸۵۶۳ ج ۱۴ ص ۱۰۸)۔(**وَفِیْ رِوَایَةٍ) وَصَعِدَتِ الْجُهَّالُ الْمَنَابِرَ.** (کنز العمال رقم ۳۹۶۳۹ ج ۱۴ ص ۲۴۳)۔ تمہارے منبروں پر خطیبوں کا کثرت سے ہونا قرب قیامت کی نشانی ہے اور دوسری روایت میں ہے (قرب قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ) منبروں پر جہلاء بیٹھیں گے۔

۲...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **سَيَأْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ يَكْثُرُ الْقُرَّاءُ وَيَقِلُّ الْفُقَهَاءُ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ الْهَرَجُ.** عنقریب میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا قاری کثرت سے ہوں

گے،علماء قلیل ہونگے اور علم قبض کیا جائے گا اور ہرج (قتل) کثیر ہو جائے گا۔

......(طبرانی فی الاوسط رقم ۳۲۷۷ ج ۳ ص ۳۱۹)......

۳ ...... حضرت حکیم بن حزام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسے زمانے میں ہو جس میں فقہاء کثرت سے ہیں، خطیب بہت کم ہیں، دینے والے زیادہ ہیں اور مانگنے والے قلیل، اس زمانے میں عمل علم سے بہتر ہے وَسَيَأْتِيْ زَمَانٌ قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهُ ، كَثِيْرٌ خُطَبَاؤُهُ لیکن عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں فقہاء کم اور خطباء کثرت سے ہوں گے، مانگنے والے زیادہ اور دینے والے قلیل ہوں گے اس زمانہ میں علم عمل سے بہتر ہوگا۔ (طبرانی فی الکبیر رقم ۳۰۴۱ ج ۲ ص ۳۰۶)

نیز فرماتے ہیں: تم ایسے زمانے میں ہو جس میں خطیب بہت کم، علماء کثرت سے ہیں، نماز طویل پڑھی جاتی ہے، خطاب مختصر کیا جاتا ہے، (لیکن) تم پر ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں كَثِيْرٌ خُطَبَاؤُهُ ، قَلِيْلٌ عُلَمَاؤُهُ خطیب زیادہ اور علماء بہت کم ہوں گے يُطِيْلُوْنَ الْخُطْبَةَ وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ خطبہ طویل دیا جائے گا اور نماز مؤخر کر کے پڑھی جائے گی۔ (طبرانی فی الکبیر رقم ۹۳۸۳ ج ۴ ص ۵۹۰)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا اے عوف جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ایک فرقہ جنت اور باقی جہنم میں جائیں گے۔ میں نے عرض کی یہ کب ہوگا یارسواللہ؟ فرمایا جب فوج، پولیس زیادہ ہو جائیں، باندیاں مالک بن جائیں، کمینے لوگ منبر پر بیٹھ جائیں، قرآن کو گانے کی طرز پر پڑھا جائے، مساجد میں غیر ضروری

زیب وزینت اختیار کی جائے، منبروں کو بہت اونچا کیا جائے۔

(کنز العمال رقم ۳۱۱۴۱، ج۱۱، ص۸۱)

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کے (ظاہری) علماء مردہ ہوں گے اور ان کے حکماء (دانشور) بھی مردہ ہوں گے، مساجد اور قاریوں کی کثرت ہوگی لیکن وہ کوئی (حقیقی) عالم نہیں پائیں گے مگر اِکا دُکا۔

(فردوس لدیلمی رقم ۸۶۸۳، ج۸ص۴۴۲ کنز العمال رقم ۳۱۱۸۰ ج۱۱ص۸۵ ولفظہ لدیلمی)

علماء اور منبر ومحراب

ایک وہ سنہری دور تھا جب منبر ومحراب کے مالک فقہاء، محدثین ومفسرین ہوا کرتے تھے جن کے علمی بیانات سن کر نہ صرف فساق وفجار تائب ہوتے تھے بلکہ ان کے پر دلائل خطابات سے متاثر ہوکر غیر مسلم بھی حلقہ بگوش اسلام ہوجاتے تھے۔ اور ایک دور یہ ہے کہ انہی منبر ومحراب پر غیر عالم کم علم خطباء وائمہ کو محض ان کی آواز وانداز کی وجہ سے لاکر بٹھا دیا گیا ہے! جبکہ علماء مجبوراً گوشہ نشین ہوکر رہ گئے ہیں۔

اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آخر مخبر صادق ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی اس کی خبر دے دی تھی اور ساتھ ہی اپنے وارثان علم کے ساتھ اس نا انصافی پر تشویش اور رنج والم کا اظہار بھی فرما دیا تھا۔ چنانچہ معجم کبیر میں حضرت ابو امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کی تین علامات ہیں جن میں سے ایک یہ کہ **اَنْ یُلْتَمَسُ الْعِلْمُ عِنْدَ الْاَصَاغِرِ** علم (اکابر علماء کو چھوڑ کر) اصاغر سے حاصل کیا جائے گا۔ (المعجم الکبیر رقم ۹۰۸ ج۲۲ ص۳۶۱)

امام طبرانی نے ہی معجم کبیر میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت پر تین باتوں کے علاوہ کسی اور بات کا خوف نہیں رکھتا........من جملہ ایک یہ ہے کہ **اَنْ یَرَوْا ذَاعِلْمِهِمْ فَیُضَیِّعُوْهُ وَلَا یُبَالُوْنَ عَلَیْهِ** لوگ کسی صاحب علم کو دیکھیں گے تو اس کو ضایع کر دیں گے اور اس کی کچھ پرواہ بھی نہیں کریں گے۔ (المعجم الکبیر رقم ۳۳۶۴ ج ۳ ص ۲۸۳)

کثیر بن مرۃ مرسلاً روایت کرتے ہیں: **مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یَمْلُکَ مَنْ لَیْسَ اَهْلًا اَنْ یَمْلُکَ وَیُرْفَعَ الْوَضِیْعُ وَیُوْضَعَ الرَّفِیْعُ** یہ قیامت کی نشانی ہے کہ جو شخص کسی منصب کا اہل نہ ہو لیکن وہ منصب پالے اور کمتر شخص کو بلند مرتبہ دیا جائے گا اور بلند رتبہ کو گھٹایا جائے گا۔ (کتاب الفتن لابی نعیم ج ۱ ص ۲۴۴)

حضرت عابس الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ آخر زمانے میں اپنی امت پر ان چیزوں کا خوف کھایا کرتے تھے، **اِمَارَةِ السُّفَهَاءِ** احمق لوگ حکمران ہوں گے، **وَکَثْرَةُ الشُّرَطِ** امراء کے باڈی گارڈ، یا فوج، پولیس کثرت سے ہو جائے گی، **وَاسْتِخْفَافٌ بِالدَّمِ** خون ارزاں ہو جائے گا، **وَقَطِیْعَةُ الرَّحِمِ** رشتے ناتے توڑے جائیں گے، اور ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو مزامیر (گانوں) کی طرح پڑھے گی، لوگ ان میں سے کسی کو (منبر و محراب) پر محض اس لئے آگے کریں گے تاکہ یہ انہیں قرآن گا گا کر سنائے **لَیْسَ بِاَفْقَهِهِمْ فِی الدِّیْنِ، وَلَا بِاَعْلَمِهِمْ** حالانکہ اسے دین اور علم میں زیادہ سمجھ بوجھ نہیں ہوگی **وَفِیْهِمْ مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُمْ** اور قوم میں ان سے بڑھ کر اہل علم موجود ہوگا (لیکن اسے نظر انداز کر دیا جائے گا)۔

......(مصنف ابن ابی شیبہ رقم ۳۷۷۲۵ ج ۷ ص ۵۲۹، المعجم الکبیر رقم ۱۴۴۸۹ ج ۷ ص ۲۰۴)......

ملاحظہ کیجئے کیا سید عالم ﷺ کے یہ ارشادات آج ہمارے حال پر سو فیصد صادق نہیں آرہے؟ کیا آج ہماری مساجد و میلاد کمیٹیاں وارثان علوم انبیاء کو نظر انداز کر کے ایسے خوش الحان، شعلہ بیان مقررین کی تلاش میں نہیں رہتیں جو انہیں قرآن اور بزرگوں کے اشعار گا گا کر سنائیں، جن کے جادوئی انداز بیان کو سن کر لوگ بے ساختہ فلک شگاف نعرے لگائیں ۔خواہ وہ خوش الحان جادوئی خطیب خود کتنا ہی کم علم اور شریعت وطریقت سے ناواقف ہی کیوں نہ ہو۔اور جب کبھی کوئی دل جلا ان داعین الی الخیر کو یہ یاددھانی کرائے کہ جناب کبھی فلاں (مستند) عالم دین کو بھی دعوت خطاب دیجئے تاکہ قوم کو علمی مواد میسر آجائے ،تو جواب ملتا ہے''اجی وہ عالم تو بہت اچھے ہیں مگر مقرر مزے کے نہیں ہیں،عوام تو شعلہ بیان، آتش فشاں خطیب کو سننا چاہتی ہے جو محفل کو گرمائے ،مخالفین کو شرمائے یا پھر اپنے فن میں ایسا ماہر ہو کہ وہیں بیٹھے ہنسائے اور وہیں رلائے'' گویا اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کی رضا اور علم کی ترویج نہیں بلکہ قوم کی رضا اور واہ واہ چاہیے ۔پھر اختتام محفل حال یہ ہوتا ہے کہ قوم جوشیلے نعروں کے عوض قرآن وسنت کا فہم کم ،بزرگوں کے اشعار اور چند نئے پرانے قصے، لطیفے دامن میں بھر کر واپس لوٹتی ہے اور پھر یوں قوم بھی خوش، منتظمین محفل بھی مطمئن اور مقرر شیریں بیان بھی قوم ملک ترقی وکمال کا ترانہ پڑھتے ہوئے گھر کو روانہ ہو جاتا ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قوم کی کیا خوب نبض پکڑی ہے، فرماتے ہیں:فی زمانہ واعظین عمل کا واعظ ہی نہیں کرتے شعرخوانی خوش الحانی قصے کہانی میں وقت پورا کرتے ہیں عام جلسے گویا حلال سینما ہیں کہ سننے والے بھی تماشائی ذہنی عیاش ہوتے ہیں،ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب مسلمان علماء کے وعظ

سن کر بعد میں یاد کرتے تھے کہ مولوی صاحب نے آج فلاں فلاں مسئلہ بیان کیا۔

......(مرات شرح مشکوٰۃ ج٦ص ٤٣٩)......

میں کہتا ہوں اکابر علماء کو نظر انداز کر کے منبر، مصلیٰ اور اسٹیج پر اصاغر کو محض اس لئے بٹھانا کہ ان کے سریلے اور شعلہ بیان انداز سے محظوظ ہوں یہ علماء کی شدید حق تلفی اور ناقدری ہے اور علماء کی ناقدری نگاہ نبی ﷺ میں کس قدر ناپسندیدہ ہے درج ذیل فرمان سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

علماء کا حق ادا نہ کرنے والا سچا امتی نہیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول ﷺ نے ارشادفرمایا **لَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ لَمْ یُجِلَّ کَبِیْرَنَا وَیَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّہٗ** وہ شخص میرا امتی نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کا حق نہ پہچانے۔

(مکارم الاخلاق للطبرانی رقم ۱۴۷ص ۳۶۷ دارالکتب العلمیہ ،الترغیب والترھیب ج۱ص ۶۴ دارالکتب العلمیہ)

علما کا حق جاہلوں کو دینا منافقت اور ظلم بالائے ظلم ہے

آج حکمرانوں نے پروفیسرز،ڈاکٹرز ،ججز اور دیگر ملازمین کی تنخواہیں لاکھوں میں مقرر کر رکھی ہے بلکہ حد یہ ہے کہ فاسق فنکاروں،گلوکاروں ،شاعروں ادیبوں اور کھلاڑیوں کو بھی قومی خزانے سے بھاری رقوم اور ایوارڈ دے کر نوازا جاتا ہے جبکہ دین کے خدام علماء کو محض عوام کے چندوں پر بے یارو مددگار چھوڑ دیا ہے۔ادھر چندہ دہندگان اور چندہ نگران حضرات کا بھی حال یہ ہے کہ علم اور علماء کو نظر انداز کر کے سارا چندہ نعت خوانوں،قوالوں، واعظیوں اور مزاروں پر نثار کرتے نہیں تھکتے نتیجتاً اہل

حق کے اکثر مدارس جو بیرونی امداد سے بھی محروم ہیں یا تو ان پر تالے پڑ چکے ہیں یا پھر جو تھوڑے بہت چل رہے ہیں وہ بھی مالی مسائل سے دوچار ہیں۔

بلاشبہ حکمرانوں اور بعض مذہبی نادانوں کی جانب سے علم وعلماء کے ساتھ یہ غیر منصفانہ رویہ عملی منافقت اور ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ثَلَاثٌ لَایَسْتَخِفُّ بِهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، ذُوْالشَّیْبَةِ فِیْ الْاِسْلَامِ، وَذُوْالْعِلْمِ ،وَاِمَامٌ مَقْسِطٌ** تین افراد ایسے ہیں جن کی تحقیر نہیں کرے گا مگر منافق، اسلام میں عمر رسیدہ ہونے والا ،اہل علم اور عادل حکمران۔ (الترغیب والترھیب ج۱ص۶۵ دارالکتب العلمیہ)

سید الفقہاء علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ ردالمحتار میں لکھتے ہیں:

وفی فتاوٰی بزازیہ :السلطان اذااعطی غیر المستحق فقد ظلم مرتین بمنع المستحق واعطاء غیرہ ،ففی توجیہ ھذہ الوظائف لابناء ھؤلاء الجھلة ضیاع العلم والدین واعانتھم علی اضرار المسلمین. فتاوٰی بزازیہ میں ہے جب بادشاہ (قومی خزانے سے یا متولیِ مسجد وغیرہ نے چندہ سے) کسی غیر مستحق کو کچھ دیا تو اس نے دگنا ظلم کیا ،ایک مستحق کو نہ دینے کا دوسرا غیر مستحق کو دینے کا، پس یہ وظائف اس قسم کے جاہلوں کو دینا علم اور دین کو ضائع کرنا ہے اور مسلمانوں کو نقصان پہچانے پر مدد دینا ہے۔ (ردالمحتار کتاب الجہاد فصل فی الجزیہ ج۳ ص۲۸۱)

مساجد ومحافل منتظمین کی ذمہ داری

منبر ومصلیٰ اللہ عزوجل، اس کے رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کی امانت ہے، اور ان کے حقدار صرف وصرف علمائے حق، یا بامر مجبوری ان کی کتب سے صحیح استفادہ کرنے اور ان کے علم کو بغیر کمی بیشی کے آگے پہنچانے والے باشرع دیندار حضرات ہیں۔ لہذا مساجد ومحافل کمیٹیوں پر فرض ہے کہ وہ منبر ومصلیٰ اور اسٹیج کو اصل وارثان انبیاء یعنی علماء کرام سے مزین کریں۔ اور عوام کو ان سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کریں۔ بصورت دیگر علماء کو نظر انداز کرکے نااہل خطباء کو ترجیح دینا نہ صرف منافقت اور ظلم بالائے ظلم ہے (جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزرا) بلکہ یہ اللہ عزوجل، رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت بھی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی شخص کو (مسلمانوں کے معاملات کا) منصب دیا حالانکہ دوسرا اس سے کہیں بہتر اور قرآن وسنت کا زیادہ عالم موجود تھا **فَقَدْ خَانَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ** تو اس (منصب دینے والے) نے اللہ، اس کے رسول اور تمام مسلمانوں سے خیانت کی۔

(تاریخ بغداد للخطیب ج ٦ ص ٧٤، المعجم الکبیر رقم ١١٠٥٣ ج ٥ ص ٢٨٧، ترتیب الامالی الخمیسیۃ رقم ٢٥٨٦ ج ٢ ص ٣١٧، سنن الکبری للبیہقی رقم ٢٠٣٦٤ ج ١٠ ص ٢٠١)

نااہل خطباء کو مسجد سے نکالنا صحابہ کرام کی سنت ہے

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے میرے

والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب پیغام بھیجا کہ میرے دروازے کے قریب ایک واعظی وعظ کررہا ہے، اس کے وعظ سے مجھے اذیت پہنچ رہی ہے لہٰذا اس کو یہاں سے ہٹائیے، میں اس کی آواز بھی سننا نہیں چاہتی، چنانچہ سیدنا عمر نے اس واعظی کے پاس پیغام بھیجا مگر وہ باز نہ آیا پھر اس نے وعظ کرنا شروع کردیا، **فَقَامَ اِلَیْہِ اَبِیْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما بِعَصَاہُ حَتّٰی کَسَرَہُ عَلٰی رَاسِہٖ** واعظی کی یہ ڈھٹائی دیکھ کر میرے والد سیدنا عمر ڈنڈا اٹھا کر اس کے پاس پہنچ گئے اور اس کی ایسی درگت بنائی کہ ڈنڈا اس کے سر پر توڑ دیا۔ (تاریخ المدینۃ لابن شبۃ ص ۱۵، ذکر القصص ج ا ص ۱۵)

حضرت امام مجاہد سے مروی ہے کہ: ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک واعظی آیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آکر بیٹھ گیا اور وعظ کرنا شروع کردیا، سیدنا ابن عمر نے اس سے فرمایا **اِن لَاتُؤْذِنَا ، قُمْ عَنَّا** (خاموش ہو جاؤ) ہمیں اپنے وعظ سے اذیت مت پہنچاؤ، یہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ لیکن اس نے آپ کا حکم ماننے سے انکار کردیا، چنانچہ آپ نے سرکاری محافظوں (پولیس) کو طلب کیا اور اسے وہاں سے اٹھا کر مسجد سے نکلوا دیا۔ (شرح السنۃ للبغوی باب التوقی عن الفتیاج ا ص ۳۰۵)

قرآن وسنت سے ہٹ کر وعظ کرنے والے کی گردن مارو

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **مَنْ قَصَّ بِغَیْرِ کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ فَاضْرِبُوْا رَأْسَہُ** جو شخص قرآن و حدیث سے ہٹ کر وعظ کرے اس کی گردن مارو۔

(الآداب الشرعیہ والمنح المرعیۃ للمقدسی ج ۲ ص ۹۷)

یقیناً یہ کام حکمران وقت کا ہے جو فی زمانہ ناممکن ہے تاہم مسلمانوں پر اس

قدر تو ضرور واجب ہے کہ ایسے واعظین ومقررین کا بائیکاٹ کریں۔لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے، یہاں تو شعلہ بیان، صاحب سُر تال مقررین جو محض قصے کہانیاں ،شعروشاعری اور عقلی چٹکلے سنا کر مجمع کو وجد کرائے وہی عالم بے بدل ،خطیب بے مثل ہوتا ہے اوران کی ڈیمانڈ ہزاروں میں ہوتی ہے، جبکہ کتنا ہی بڑا عالم قرآن وحدیث سے سادہ انداز میں بیان کرے اسے کوئی پوچھتا ہی نہیں۔گویا ڈیمانڈ علم کی نہیں بلکہ آواز ،اندازاورایکٹنگ کی ہے!!!

مدارس کے طلبہ کا خواب

مقررین وواعظین کی چکا چوند شان وشوکت اوراپنے اساتذہ کی کم تر قدر قیمت دیکھ کر مدارس کے زیادہ تر طلبہ بھی اپنا مقصد بھلا بیٹھے ہیں۔اور مدرس، مفتی، محقق اور شیخ الحدیث کی سعادت حاصل کرنے کے بجائے خطیب اعظم ،سلطان الواعظین کہلانے کے خواب دیکھنے لگ جاتے ہیں۔جس کا آج نتیجہ یہ نکلا ہے کہ فارغ التحصیل ہونے والوں میں مدرسین کم اورمقررین کی تعداد زیادہ ہے۔درحقیقت یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ دین جاہ ،شہرت اوردنیا طلبی کے لئے سیکھا جائے گا۔جبکہ سیدعالم ﷺ نے دنیا طلبی کی خاطر علم سیکھنے کی بھرپور مذمت فرمائی ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے بعض کتب میں نازل فرمایا یا بعض انبیاء کی جانب وحی فرمائی کی کہ آپ ان لوگوں تک میرا یہ پیغام پہنچائیں جو دین کے علاوہ کسی اورمقصد کے لئے فقہ حاصل کرتے ہیں اورعمل کرنے کے علاوہ کسی اورمقصد کے لئے علم حاصل کرتے ہیں اور آخروی عمل کے عوض دنیا طلب کرتے ہیں ،لوگوں کے سامنے بھیڑ کے لباس میں

آئیں گے جبکہ ان کے دل بھیڑیوں کی مانند ہیں، ان کی زبانیں تو شہد سے زیادہ میٹھی ہیں جبکہ ان کے دل ایلوا سے زیادہ کڑوے ہیں یہ مجھے دھوکا دیتے ہیں، مجھ سے استہزاء کرتے ہیں، میں ان میں ایسا فتنہ برپا کروں گا جوان کے حلم والے کو بھی حیران کر کے چھوڑے گا۔ (جامع بیان العلم وفضلہ رقم ۱۱۳۹ ج اص ۶۵۶)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا: يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ آخرزمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دین کے عوض دنیا طلب کریں گے (پھر آگے وہی فرمایا جو گزشتہ حدیث میں ذکر ہوا)۔ (جامع بیان العلم وفضلہ رقم ۱۱۴۰ ج اص ۶۵۷)

سیدنا ابوہریرہ ہی سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: وہ علم جسے اللہ کی رضا کے لئے سیکھا جاتا ہے، اسے کسی نے دنیا حاصل کرنے کے لئے سیکھا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا بروز قیامت جنت کی خوشبوء تک نہیں پائے گا۔ (جامع بیان العلم وفضلہ رقم ۱۱۴۳ ج اص ۶۵۹)

موضوع احادیث وروایات کا بیان کرنا

پیشہ ور واعظین میں ایک عام بیماری یہ بھی پائی جاتی ہے کہ محض دادودرہم وصول کرنے کی خاطر من گھڑت احادیث وروایات اور بے سروپا قصے وحکایات بیان کرنے سے ہرگز نہیں ہچکچاتے۔ بالخصوص اہل بیت اور اولیاء کی شان میں وارد آئمہ کے نزدیک متفقہ جعلی احادیث وروایات بڑے زور وشور سے بیان کرتے ہیں۔ جبکہ قصداً موضوع احادیث بیان کرنا انتہائی سخت گناہ کبیرہ ہے، درج ذیل فرامین مصطفیٰ ﷺ سے اس جرم کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَاتَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَلِجِ النَّارَ)) میری ذات پر جھوٹ مت گھڑو جوایسا کرے گا جہنم میں داخل ہوگا۔ (صحیح البخاری ج۱ص۲۱،قدیمی کتب خانہ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَقَوَّلَ عَلَیَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ)) جس شخص نے مجھ پر ایسی بات کہی جو میں نے نہیں فرمائی تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہئے، یہ آپ نے ارشاد اس لئے فرمایا کہ آپ نے ایک شخص کو کہیں کام سے بھیجا تھا اس نے آپ پر جھوٹ گھڑا سو آپ نے اس کے خلاف دعا فرمائی فَوُجِدَ مَیِّتًا وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُہٗ وَلَمْ تَقْبَلْہُ الْاَرْضُ تو اسے موت آئی، اس کا پیٹ پھٹ گیا اور زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔ (مشکواۃ المصابیح باب فی المعجزات الفصل الثالث ص۵۴۳)

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی احادیث بیان کرنے والوں کا دنیا میں ہی انجام بہت بھیانک ہوتا ہے۔

من گھڑت احادیث بیان کرنے والوں کا دنیا میں برا انجام

امام طبرانی اوسط میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ جیسا لباس پہنا اور اہل مدینہ میں سے ایک گھر والوں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میں مدینہ کے جس گھر میں چاہوں جا سکتا ہوں (تمہاری عورتوں کے بابت جو چاہوں

کرسکتا ہوں کما فی روایۃ اخریٰ) گھر والوں نے کہا ہمیں تو رسول اللہ ﷺ فواحش سے منع فرماتے ہیں (بہر حال پھر بھی انہوں نے) اسے گھر میں ایک جگہ تیار کر کے دے دی اور ساتھ ہی انہوں نے رسول مکرم ﷺ کی جانب پیغام بھیجا اور اس شخص کی خبر دی، آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو حکم ارشاد فرمایا: **اِنْطَلِقَا اِلَیْهِ فَاِنْ وَجَدْتُمَاهُ حَیًّا فَاقْتُلَاهُ ثُمَّ حَرِّقَاهُ بِالنَّارِ وَاِنْ وَجَدْتُمَاهُ قَدْ کُفِیْتُمَاهُ وَلَا اَرَاکُمَا اِلَّا وَقَدْ کُفِیْتُمَاهُ فَحَرِّقَاهُ** تم دونوں اس کے پاس جاؤ اگر اسے زندہ پاؤ تو قتل کر دو پھر جلا دو اور اگر تم سے پہلے اس کا کام ہو چکا ہو اور میرا خیال ہے تم سے پہلے اس کا کام ہو چکا ہوگا (مر چکا ہوگا) تب بھی اسے جلا دینا، چنانچہ جب یہ دونوں شیخین وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ مردہ حالت میں پڑا ہوا ہے، (مرنے کا سبب یہ تھا کہ) یہ رات کے وقت پیشاب کے لئے باہر نکلا تو ایک کالے سانپ نے اسے کاٹ لیا۔ شیخین نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی لاش کو جلا دیا۔ واپس آ کر بارگاہ رسالت میں سارا احوال پیش کر دیا رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی رقم ۲۰۹۱ ج ۲ ص ۲۱۸، المعجم الکبیر رقم ۶۰۹۱ ج ۳ ص ۵۹۸)

موضوع احادیث بیان کرنے والے کے لئے آخرت میں سزا کی جھلک

علامہ علی قاری رحمہ اللہ شرح شرح نخبۃ الفکر میں نقل کرتے ہیں:

ایک محدث کو بعد از وفات خواب میں دیکھا گیا کہ اس کے ہونٹ یا زبان کٹے ہوئے تھے، ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو جواب دیا:

لفظة من حديث رسول صلى الله عليه وسلم غيرتها ففعل بى هذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک سے ایک لفظ تبدیل کرنے کے بسبب مجھے یہ سزا دی گئی ہے۔

......(شرح شرح نخبۃ الفکر ص ۴۹۳ دارالارقم بیروت)......

ذرا سوچئے محض ایک لفظ بدلنے کی یہ سزا ہے تو جو پوری پوری من گھڑت احادیث سید عالم ﷺ کی جانب منسوب کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔!!!

موضوع احادیث بیان کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے اور انکے فرائض ونوافل قبول نہیں

امام حاکم ''المدخل'' میں بہز بن حکیم کے دادا معاویۃ بن حیدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلا عَدْلٌ.** جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ گھڑا اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کا نہ فرض مقبول ہے نہ نفل۔

......(المدخل ج ۱ ص ۹۶، تحذیر الخواص للسیوطی ص ۴۹)......

مولائے ملت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہم سے فرمایا اہل عصب پر لعنت کرو ہم نے کہا ان پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اہل عصب کون ہیں؟ فرمایا **اَصْحَابُ الْعَصْبِيَةِ وَالْقَدْرِيَةِ وَالرِّوَايَةِ عَنْ غَيْرِ ثَبْتٍ** قوم

پرست،قدریہ اور غیر ثابت (یعنی غیر ثقہ افراد) کی روایت بیان کرنے والے۔

......(الکامل فی ضعفاء الرجال خطبۃ الکتاب ج۱ص ۲۴۵)......

دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ کَذْبَۃً فَھُوَ مَلْعُوْنٌ فَھُوَمَلْعُوْنٌ فَھُوَ مَلْعُوْنٌ جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ ملعون ہے، ملعون ہے ملعون ہے۔

......(مسند الفردوس رقم ۵۴۹۹ ج۳ص ۴۸۳ دار الکتب العلمیہ)......

موضوع احادیث بیان کرنے والے کے لئے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا فتویٰ

عَنِ ابْنِ تَیْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِیْمَنْ کَذَبَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُضْرَبُ عُنُقُہٗ. ابن تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص نبی مکرم ﷺ پر جھوٹ گھڑتا ہے، مولا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق فتویٰ دیا کہ اس کی گردن ماری جائے۔

......(تحذیر الخواص للسیوطی ص ۱۱۴ المکتبۃ الاسلامی بیروت)......

سیدنا مولائے کائنات کا یہ فرمان ان واعظیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو اہل بیت کی شان میں جھوٹی احادیث وروایات لہک چہک کر بیان کرتے ہیں۔

من گھڑت احادیث بیان کرنے والا اپنی مجلس کو راکھ کا ڈھیر بنا تا ہے

علامہ ابن الجوزی ''الموضوعات'' میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ گھڑتا ہے فَاِنَّمَا

يُدَمِّثُ مَجْلِسَهُ مِنَ النَّارِ۔ وہ اپنی مجلس کو آگ سے جلا کر راکھ کا ڈھیر کرتا ہے۔

......(الموضوعات ج ۱ ص ۶۱، تحذیر الخواص للسیوطی ص ۵۴)......

یہاں سے وہ حضرات عبرت حاصل کریں جو جاہل واعظین کے جلسوں میں شوق سے شرکت کرتے ہیں بلکہ انہیں بھاری نذرانے دے کر وعظ کراتے ہیں۔

موضوع روایات بیان کرنے والا جنت کی خوشبو (تک) نہیں پائے گا

امام بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین لوگ جنت کی خوشبو (تک) نہیں پائیں گے (ایک) جو خود کو اپنے اصل باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے، (دوسرا) اپنے نبی ﷺ پر جھوٹ گھڑنے والا (تیسرا) اپنی آنکھوں پر جھوٹ گھڑنے والا (جھوٹا خواب، جھوٹا مشاہدہ بیان کرنے والا)۔ (مسند البزار رقم ۷۷۹۲ ج ۱۴ ص ۲۲۸)

موضوع روایات بیان کرنے والے خطباء کا خطاب سننا حرام ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں ایسے افراد پیدا ہونگے جو ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے سنیں ہوں گی نہ تمہارے آبا و اجداد نے فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ تم ان سے دور رہو اور انہیں خود سے دور رکھو۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹ مکتبہ غوثیہ)

اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو ہریرہ ہی سے اس حدیث کو بایں الفاظ بیان کیا ہے کہ: ایک زمانہ آئے گا جس میں تم ایسی قوم پاؤ گے جو تم سے ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے سنیں ہونگی نہ تمہارے باپ دادا نے وہ تمہیں تمہارے دین سے گمراہ کریں گے اور فتنے میں مبتلا کریں گے، **فَـاِیَّـاکُـمْ وَاِیَّـاھُـمْ وَ ھُـمُ الْقُصَّاصُ** تم ان سے دور رہو اور انہیں خود سے دور رکھو اور یہ واعظی ہونگے۔

......(مسند الفردوس لدیلمی رقم ۸۴۵۲ ج ۲ ص ۳۲۰)......

علامہ ابوابراہیم عزالدین حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: یعنی یہ افراد جھوٹی احادیث اور من گھڑت قصے بیان کریں گے۔(تنویر شرح جامع الصغیر ج۲ ص ۴۵۴)

میں کہتا ہوں اس حدیث کے حکم میں جعلی مقررین کے ساتھ جعلی پیر اور مشائخ بھی شامل ہیں۔علامہ علی قاری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ایسی جماعت نکلے گی جو لوگوں سے کہے گی **نحن علماء ومشائخ ندعوکم الی الدین وھم کذابون فی ذالک** ہم علماء اور مشائخ ہیں ہم تمہیں دین کی طرف دعوت دیتے ہیں حالانکہ وہ جھوٹے ہوں گے۔

......(مرقات شرح مشکواۃ ج ا ص ۲۳۹)......

اسی طرح اس میں تمام بد مذہب گمراہ فرقوں کے مولوی، مبلغ، ذاکرین اور پیر بھی داخل ہیں۔ (المفاتیح شرح المصابیح ج ا ص ۱۵۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار بنالیا جائے گا اور اسلام اجنبی ہوجائے گا، لوگوں کے درمیان عداوت ظاہر ہوجائے گی، علم اٹھادیا جائے

گا............(مزید اور بھی بہت سی خبریں دیں یہاں تک فرمایا) **وَیَقُوْمُ الْخُطَبَاءُ بِالْکِذْبِ فَیَجْعَلُوْنَ حَقِّیْ لِشِرَارِ اُمَّتِیْ** اور جھوٹے خطیب کھڑے ہونگے جو میرا حق میری امت کے بدترین افراد کو دیں گے لہٰذا جو ان کی تصدیق کرے گا اور ان سے راضی رہے گا **لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ** وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکے گا۔

......(ابن عساکر ج ۲۲ ص ۱۱، کنز العمال رقم ۳۵۸۷۷ ج ۱۴ ص ۲۴۵)......

غالبًا اسی وجہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: **اکذب الناس القصاص والسّوّال** لوگوں میں سب سے بڑے جھوٹے خطیب اور بھکاری ہیں۔

......(القصاص والمذکرین ص ۳۰۵)......

نیز فرمایا کرتے: **ما احوج الناس الی قاص صدق** لوگوں کو سچے خطیب کی کتنی حاجت ہے۔ (القصاص والمذکرین ص ۱۷۴)

مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس اللہ سرہ کا فتویٰ

’’روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام، سننا بھی حرام، ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں، ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق عذاب الٰہی ہیں۔‘‘ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۳۴)

بد مذہب مولویوں، ذاکروں اور پیروں کا وعظ سننا حرام ہے

ایک عام مسلمان پر واجب ہے کہ وہ صرف صحیح العقیدہ سنی مستند عالم دین کا وعظ سنے اور ہر شرعی رہنمائی میں فقط اسی کی طرف رجوع کرے، اسی طرح صاحب

تقوی شیخ طریقت کی گفتگو اور صحبت سے فیضیاب ہو، علاوہ ازین خواہ کتنا ہی بڑا معروف مبلغ اسلام، مفکر اسلام، شیخ الاسلام یا چرب زبان (ذاکر نائک، غامدی جیسے) اسکالر یا پھر جبے قبے میں ملبوس پیر ہی کیوں نہ ہو ان کی گفتگو اور صحبت کو زہر قاتل جانے۔ بالخصوص دور حاضر میں جب حق و باطل کی تمیز مٹتی چلی جارہی ہے اہل حق کے ساتھ وابستہ رہنا اور اہل باطل سے بیزاری اختیار کرنا فرائض میں شامل ہے۔

امام حاکم مستدرک میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: ایک ایسا فتنہ آئے گا جس میں مال کثیر ہو جائے گا اور قرآن کھول کر پڑھا (درس دیا) جائے گا حتی کہ مؤمن، منافق، چھوٹا، بڑا، مرد، عورت (سبھی) درس دیں گے۔ کوئی شخص پوشیدہ طور پر درس قرآن دے گا تو کوئی بھی اس کی پیروی نہیں کرے گا پھر کہے گا اللہ کی قسم اب میں علی الاعلان پڑھوں گا لیکن پھر بھی لوگ اس کی پیروی نہیں کریں گے۔ **فَيَتَّخِذُ مَسْجِدًا وَيَبْتَدِعُ كَلَامًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُ فَإِنَّ كُلَّ مَا أُبْتُدِعَ ضَلَالَةٌ** پھر وہ مسجد بنائے گا اور ایسی باتیں بیان کرے گا جو نہ تو کتاب اللہ سے ہونگی اور نہ ہی سنت رسول اللہ ﷺ سے، سو تم ان سے دور رہو اور انہیں خود سے دور رکھو کیونکہ قرآن و سنت سے ہٹ کر ہر نیا نظریہ گمراہی ہے۔

......(المستدرک کتاب الفتن ج ۵ ص ۳۷۶)......

آج یہ فتنہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، ہر کوئی قرآن کھولے بیٹھا ہے یہاں تک کہ عورتیں بلکہ نوعمر لڑکے بھی درس قرآن کی محفلیں جمائے بیٹھیں ہیں۔ بالخصوص رمضان المبارک میں ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا پر تو بھر مار ہوتی ہے۔ اور

ہمارے بھولے بھالے لوگ بلا تفریق و بلا تحقیق ہر کسی کو سننے بیٹھ جاتے ہیں ۔جبکہ ہمارے اسلاف جو خود علم وفضل اور تقوی وطہارت کے درخشندہ ستارے تھے وہ بد مذہبوں کی صحبت سے کس قدر کنارہ کش رہا کرتے تھے درج ذیل واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سنن دارمی میں ہے:اسماء بن عبید کہتے ہیں میں حضرت امام ابن سیرین رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھا دو بد مذہب افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے ابا بکر ہم آپ کو ایک حدیث سنانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نہیں سننا چاہتا ،انہوں نے کہا پھر کتاب اللہ کی ایک آیت (کی تفسیر) ہی سن لیجئے ؟فرمایا کوئی ضرورت نہیں ،تم دونوں یہاں سے اٹھ کے چلے جاؤ یا پھر میں چلا جاؤں گا وہ یہ سن کو اٹھ کر چلے گئے ،ان کے جانے کے بعد کسی نے آپ سے عرض کی حضور اگر آپ ان سے ایک آیت کی تلاوت سن لیتے تو کیا حرج تھا؟ آپ نے فرمایا اگر وہ مجھے آیت (کی تفسیر) سناتے اور اس میں کوئی تحریف کر دیتے خدشہ تھا وہ میرے دل میں بیٹھ جاتی (میں تو ہلاک ہو جاتا)۔ (سنن دارمی الحدیث ۴۱۱ ج ۱ ص ۳۹۰)

ملاحظہ کیجئے امام ابن سیرین صحابہ کرام کے شاگرد ہیں، امام الحدیث والتفسیر ہیں لیکن اس کے باوجود آپ نے بد مذہب گمراہ لوگوں سے صرف ایک آیت وحدیث کا درس سننا بھی گوارا نہیں کیا اور آج ہمارے سیدھے سادے سنی بھائی نہ صرف ان کے جلسے جلوسوں میں شرکت کرتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ چلہ لگانے کے لئے نکل پڑتے ہیں اور آج کل تو ٹی وی اور سوشل میڈیا نے رہی سہی کسر بھی پوری کر لی ۔اس لئے فی زمانہ ہمیں اسلاف کی بنسبت اپنے ایمان کی فکر زیادہ کرنی چاہئے۔

امام حسن بصری اورامام ابن سیرین فرمایا کرتے تھے: **لا تجالسوا اصحاب الاھواء، ولاتجادلوھم، ولاتسمعوا منھم** بدمذہب گمراہ لوگوں کی صحبت میں مت بیٹھو، ان سے بحث مباحثہ مت کرو، ان کی گفتگو بھی مت سنا کرو۔

......(سنن دارمی، الحدیث ۴۱۵ ج ا ص ۳۹۱)......

مقررین کا احادیث بیان کرتے ہوئے اپنی جانب سے ادراج کرنا

عام مقررین سے یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ احادیث بیان کرتے ہوئے اصل متن حدیث میں اپنی جانب سے بہت زیادہ ادراج (ملاوٹ) کرتے ہیں یعنی بالشت بھر بات کو گز بنا کر پیش کرتے ہیں جبکہ ان کا یہ عمل اشد حرام ہے، اسی سبب سے محدثین کرام واعظین حضرات کو اپنے درس حدیث میں بیٹھنے سے بھی منع کرتے تھے۔ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ابوالولید الطیالسی کہتے ہیں میں امام شعبہ کی مجلس میں حاضر تھا اتنے میں ایک نوجوان آیا اور آپ کے قریب آکر بیٹھا اور حدیث کے متعلق سوال کیا؟ آپ نے فرمایا کیا تم واعظی مقرر ہو اس نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا **اذھب فانا لا نحدث القصاص** یہاں سے اٹھ جاؤ ہم واعظیوں سے احادیث بیان نہیں کرتے، طیالسی کہتے ہیں میں نے عرض کی حضور اس کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا: **یاخذون الحدیث منا شبرا وفیجعلونه ذراعاً** یہ لوگ ہم سے بالشت بھر حدیث لیتے ہیں اور (عوام کے سامنے) گز بھر بنا کر پیش کرتے ہیں۔ (القصاص والمذکرین ص ۳۰۸)

اہل بیت عظام اور صحابہ کرام کے فضائل بیان کرنے میں عدم توازن

اہل بیت کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، جو ان سے روگردانی کرے بلاشبہ پکا ناصبی، خارجی، منافق ہے۔ان کے جس قدر بھی مناقب بیان کیئے جائیں ،حق یہ ہے کہ حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔اسی طرح تمام صحابہ کرام کی عقیدت ومحبت بھی ہمارے ایمان کا جز ہے، جو ان میں سے کسی ایک سے بھی منحرف ہوا، وہ بھی پکا رافضی خبیث ہے لیکن آج کل جس طرح بعض پیشہ ور واعظین ومقررین روافض کی طرز پر فضائل اہل بیت بیان کرنے لگ گئے ہیں اس سے نہ صرف اجلہ صحابہ کرام کی حق تلفی اور تنقیص وتحقیر واقع ہورہی ہے بلکہ نئی نوجوان نسل رفض کی طرف مائل ہوتی جارہی ہے۔ان کے اس طرز عمل سے اہل سنت کو جو شدید دھچکا پہنچا ہے، وہ کسی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں۔سمجھ میں نہیں آتا اس وطن عزیز میں اہلبیت عظام سے منحرف مخصوص افراد ہیں جنہیں انگلیوں پر شمار کیا جاسکتا ہے،اور وہ بھی ڈھکے چھپے، جبکہ اس کے برخلاف علی الاعلان گستاخان صحابہ کروڑوں میں ہیں، پھر بھی ہمارے واعظین منکرینِ عظمت اہل بیت کو تو ہر وقت لتاڑتے رہتے ہیں ،جو کہ حق بھی ہے،لیکن گستاخانِ صحابہ بالخصوص شاتمانِ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ان کی زبانیں خشک ہوجاتی ہیں۔آخر انہوں نے یہ دہرا معیار کیوں اپنا رکھا ہے۔حالانکہ اس امت پر جس طرح اہل بیت کی عقیدت ومحبت لازم ہے اسی طرح صحابہ اور امہات المؤمنین کی بھی لازم ہے،سید عالم ﷺ نے فرمایا: **لِکُلِّ شَیءٍ اَسَاسٌ**

وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَحُبُّ اَهْلِ بَيْتِهٖ. ہر چیز کی بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد اصحاب رسول ﷺ اور اہل بیت کی محبت ہے۔

......(اوردہ السیوطی فی الدر المنثو رشوریٰ آیۃ ۲۳ ج ۷ ص ۳۵۰ وقال اخرج ابن نجار فی تاریخہ)......

اس لئے خطباء ومقررین، بالخصوص اہل سنت کے معروف نمائندہ خطباء پر لازم ہے کہ فضائل ہل بیت کے ساتھ صحابہ اور امہات المؤمنین کے مناقب بھی بھرپور طریقے پر بیان کریں بالخصوص فی زمانہ جب گستاخانِ صحابہ کا زور بڑھتا جارہا ہے، یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔یہی تاکید وتلقین ہمیں ہمارے سلف الصالحین نے فرمائی ہے۔امام اہلسنّت قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں:

> ''کتاب العیون پھر شرح نقایہ علامہ قہستانی اواخر کتاب الکراہیۃ میں ہے: اگر کوئی واعظ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو بیان کرنا چاہے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے باقی صحابہ کرام کی شہادت کے واقعات لوگوں کو سنائے تاکہ روافض سے مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ صرف شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر اکتفاء کرتے ہیں جبکہ اہل سنت صحابہ اور اہل بیت دونوں کا تذکرہ کرتے''۔(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۴۰)

اسی طرح جہاں جس علاقے میں اہل بیت سے عناد رکھنے والے پائے جاتے ہوں وہاں بلاشک وشبہ ڈنکے کی چوٹ پر اہل بیت کے مناقب بیان کرنا چاہئے کیونکہ صحابہ سے لے کر متاخرین تک ہم نے اپنے اسلاف کو اسی طریق پر پایا ہے۔ بھرحال اس سلسلے میں خطباء کے لئے سید الفقہاء والصوفیاء حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا یہ طرزِ عمل قابل تقلید ہے۔عمرو بن حسان کہتے ہیں: حضرت سفیان ثوری کیا ہی خوب

معالج تھے جب آپ بصرہ تشریف لے جاتے تو حضرت مولا علی کے فضائل بیان کرتے اور جب کوفہ تشریف لاتے تو سیدنا عثمان کے فضائل بیان کرتے۔عطاء بن مسلم کہتے ہیں مجھ سے حضرت سفیان نے فرمایااذا **کنت فی الشام فاذکر مناقب علی، واذا کنت بالکوفة فاذکر مناقب ابی بکر وعمر** جب تم شام میں ہوتو مولا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرواور جب کوفہ جاؤ تو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مناقب بیان کیا کرو۔ (حلیۃ الاولیاء للاصفہانی ج۷ص۲۷)

محرم الحرام میں شہادت امام عالی مقام بیان کرنے کے آداب

ماہ محرم الحرام خطباء ومقررین،نعت خواں اورنقباء حضرات کے لئے کمائی کے لحاظ سے سیزن کا مہینہ ہے،اس ماہ مقدس میں چند جید خطیب علماء کوچھوڑ کر ایسا لگتا ہے جیسے ہمارے مقررین کی زبان پر شیعہ ذاکرین بول رہے ہوں۔ایک طرف خودکواہل بیت کا خادم کہتے ہیں دوسری جانب ذکراہل بیت کا بھاؤ تاؤ طئے کررہے ہوتے ہیں۔ شہادت اہل بیت بیان کرکے خوب روتے رلاتے ہیں،اور ساتھ ہی رونے رلانے کا بھرپور معاوضہ بھی وصول کرتے ہیں۔ بلکہ مشاہدہ ہے کہ بعض واعظین تو بعداز مجلس ذکرشہدائے کربلاپر رونے رلانے کی ایکٹنگ پراپنے قریبی رفقاء سے نہ صرف تجزیہ و تبصرہ کرتے ہیں بلکہ فخراً داد تحسین بھی وصول کرتے ہیں۔جبکہ رونے رلانے کی نیت سے ذکرشہادت کا بیان کرنا اشد ممنوع ہے۔تفسیر روح البیان میں ہے:

من قرأ یوم عاشوراء واوائل المحرم مقتل الحسین رضی اللہ عنہ فقد تشبہ بالروافض خصوصاًاذا کان

بالفاظ مخلۃبالتعظیم لاجل تحزین السامعین۔

جس واعظی نے عاشوراء کے دن یا محرم الحرام کے آغاز میں امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو بیان کیا بلا شبہ اس نے روافض سے مشابہت اختیار کی بالخصوص جب اس نے محض سامعین کے رونے ،رلانے کے لئے خلاف تعظیم الفاظ بھی استعمال کیے (مثلاً: بار بار پاک بیبیوں کے نام لینا، ان کے کھلے بالوں کا ذکر کرنا، سیدنا علی اصغر کی شہادت اور خود امام عالی مقام کے سر مبارک کے جسم اقدس سے علیحدہ ہونے کی کیفیات وغیرہ کو بیان کرنا)۔

......(روح البیان سورۃ ھود آیۃ ۴۸ ج ۴ ص ۱۸۸)......

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ لکھتے ہیں:

یونہی جبکہ اس (شہادت کربلا بیان کرنے) سے مقصود غم پروری وتصنع وحزن ہوتو یہ نیت بھی شرعاً نا محمود (ہے) پھر فرماتے ہیں :عوام مجلس خواں اگر چہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جوان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت (قباحت) میں کیا شبہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۵۱۵)

اسی طرح شہدائے کربلا سے قبل دیگر اجلہ صحابہ کرام بالخصوص سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر بھی ضرور کرنا چاہیے کہ ان کی شہادت کے بعد یکم

محرم الحرام کوتدفین عمل میں آئی ہے۔

سیدنا مولائے ملت علی المرتضٰی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّ هَلا بِعُمَرَ** جب صالحین کا ذکر کرو تو سب سے پہلے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کرو۔

......(معجم الاوسط، رقم ۵۵۴۹، ج۵، متدرک للحاکم رقم ۴۵۷۸ ج ۳ ص ۳۰۸)......

"کتاب العیون پھر شرح نقایہ علامہ قہستانی اواخر کتاب الکراہیۃ میں ہے: اگر کوئی واعظ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو بیان کرنا چاہے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے باقی صحابہ کرام کی شہادت کے واقعات لوگوں کو سنائے تاکہ روافض سے مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ صرف شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر اکتفاء کرتے ہیں جبکہ اہل سنت صحابہ اور اہل بیت دونوں کا تذکرہ کرتے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۴۰)

اسی طرح فضائل اہل بیت اور واقع کربلا کے ضمن میں من گھڑت وباطل احادیث وروایات بیان کرنا اورسننا بھی اشد حرام ہے۔ بلا شبہ یہ مقدس گھرانہ جاہل واعظیوں اورذاکروں کی ان خرافات سے بہت بلند وبالا ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ لکھتے ہیں:

شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سرو پا سے مملو (پُر) اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ، ایسے بیان کا پڑھنا، سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ (یعنی فضائل) اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام وناجائز ہے، خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے

عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے، ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعقہ محرقہ میں فرماتے ہیں: **قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین و حکایتہ.** سیدنا امام غزالی اور دیگر ائمہ نے فرمایا کہ واعظ کے لیے حرام ہے کہ وہ شہادت حسنین کریمین اور اس کے واقعات لوگوں کو سنائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۵۱۴)

سیدنا حجۃ الاسلام امام غزالی، علامہ ابن حجر مکی، صاحب روح البیان اور امام اہل سنت رحمہم اللہ جیسے آئمہ اسلام کی تصریحات سے واضح ہوا کہ جس طرح آج کل کے کم علم واعظین من گھڑت وضعیف روایات کا سہارا لے کر واقعہ کربلا کو افسانی انداز میں بیان کر کے رونے رلانے کا ماحول بناتے ہیں یہ نہ صرف اشد حرام، بلکہ اس کا سننا بھی حرام ہے، بالخصوص جب اس میں غلو کا پہلو بھی پایا جائے اور عوام الناس رفض کی طرف مائل ہو جائے۔ لیکن اگر وعظ مذکورہ تمام خرابیوں سے پاک ہو اور فضائل اہل بیت یا واقعہ کربلا صحیح، مستند روایات پر مشتمل ہو اور پھر اسی دوران بلا قصد حب اہل بیت میں رونا آ جائے تو بلا شبہ یہ نہ صرف مستحسن بلکہ اجر عظیم کا باعث ہے۔

سیدنا امام الشہداء حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **مَنْ دَمَعَتَا (وفی روایۃ دَمَعَتْ) عَيْنَاهُ فِيْنَا دَمْعَةً او قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِيْنَا قَطْرَةً اَثْوَاهُ (وفی روایۃ بَوَّاهُ) اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ۔**

ہماری محبت میں جس شخص کی آنکھ سے ایک قطرہ بھی آنسو کا بہا اللہ عزوجل اسے جنت عطا فرمائے گا۔ (فضائل الصحابۃ للامام احمد رقم ۱۱۵۴ ج۲ص ۱۴۹، زوائد الفضائل للقطیعی رقم ۱۱۵۴ ج۲ص ۶۷۵، ذخائر العقبیٰ للطبری ص۵۲، استجلاب ارتقاء الغرف بحب اقرباء الرسول للسخاوی ج اص ۴۳۱)

امام اہل سنت فرماتے ہیں:

ذکر شہادت شریفہ جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے عند ذکر صالحین تنزل الرحمۃ صالحین کے ذکر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۴ص ۵۱۷)

﴿طویل وعظ کرنا﴾

وعظ کے آداب میں سے ہے کہ وعظ مختصر دورانیہ پر مشتمل ہو اور حشو وزوائد سے پاک و پردلیل ہو، بیجا کلام کو طول دے کر سامعین کو اکتاہٹ میں مبتلا کرنا نہ صرف خلاف سنت ہے بلکہ وعظ کے مقصد اور برکت کو بھی زائل کر دیتا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِقْصَارِ الْخُطَبِ. (ابوداؤد باب اقصار الخطب ج اص ۱۶۵)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مختصر خطاب کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُطِیْلُ الْمَوْعِظَۃَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِنَّمَا ھُنَّ کَلِمَاتٌ یَسِیْرَاتٌ۔

......(ابوداؤد باب اقصار الخطب ج اص ۱۶۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ)......

رسول ﷺ بروز جمعہ طویل خطاب نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ کا خطبہ

مختصر کلمات پر مشتمل ہوتا تھا۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا. یعنی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ کرنے کے دن مقرر فرما رکھے تھے، ناپسند کرتے تھے کہ ہم اکتاہٹ میں مبتلا ہوں۔ (بخاری شریف ج۱ص۱۶)

یہ بات کس سے مخفی ہے کہ صحابہ کرام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار و گفتار کے کس قدر مشتاق تھے لیکن با ایں ہمہ صحابہ پر شفقت فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعظ میں اختصار کیا کرتے۔

علامہ ابواللیث سمرقندی بستان العارفین میں لکھتے ہیں:

وینبغی ان لا یطول المجلس فیمل الناس و لانه یذهب برکة العلم. واعظ کو چاہیے کہ مجلس کو اتنا طول نہ دے کہ لوگ اکتاہٹ کا شکار ہوجائیں کیونکہ اس سے علم کی برکت چلی جاتی ہے۔

...... (بستان العارفین الباب العاشر فی آداب المذکر، ص ۷)......

معمر کہتے ہیں میں نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے سنا فرما رہے تھے: **المجلس اذا طال کان للشیطان فیه نصیبٌ** جب مجلس طویل ہو جائے تو اس میں شیطان کا بھی حصہ ہوتا ہے۔

......(القصاص والمذکرین ص ۳۶۹ المکتب الاسلامی بیروت)......

غالبًا یہی وجہ ہے کہ آج عوام گھنٹوں وعظ سننے کے باوجود بھی جس طرح خالی دامن آتے ہیں اسی طرح واپس چلے جاتے ہیں۔

قربان جائیں مخبر صادق ﷺ پہ آپ نے پہلے ہی اپنی امت کو ایسے خطیبوں کے متعلق خبردار کردیا تھا چنانچہ فرمایا: وَاِنَّہٗ سَیَاْتِیْ بَعْدَکُمْ قَوْمٌ یُطِیْلُوْنَ الْخُطَبَ وَیَقْصُرُوْنَ الصَّلَاۃَ. عنقریب تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو خطابات لمبے کریں گے اور نماز مختصر پڑھیں گے۔ (مسندالبز ار رقم ۱۹۰۷ ج ۵ ص ۲۸۹)

﴿مختصر خطاب کرنا خطیب کی فقاہت پر دلیل ہے﴾

مسلم شریف میں حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا جو کہ نہایت مختصر اور بلیغ تھا، ہم نے کہا اے ابوالیقظان آپ نے بہت ہی بلیغ اور مختصر خطاب فرمایا ہے کاش اور مزید خطاب کرتے؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا: طویل نماز پڑھنا اور مختصر خطاب کرنا انسان کی فقاہت پر دلیل ہے، فَاَطِیْلُوْا الصَّلٰوۃَ وَاقْصُرُوْا الْخُطْبَۃَ وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا لٰہذا طویل نماز پڑھا کرو اور مختصر خطبہ دیا کرو اور بیشک بعض بیان جادو کا اثر رکھتے ہیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۸۶)

رات گئے تک محافل کا جاری رکھنا

آج کل جس طرح دینی محافل کو رات دیر تک جاری رکھنے کا رواج پایا جاتا ہے اور ان میں ہیوی فل ساؤنڈ اسپیکر لگا کر درجن بھر نعت خوانوں سے نعتیں پڑھوائی جاتی ہیں اور اس پر مستزاد تین تین گھنٹے مقررین کی شعلہ بیانیاں، اس سے نہ صرف محفل کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے بلکہ حقوق العباد کی بھی سخت پامالی واقع ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محافل میں بیشتر وہ ہی افراد شرکت کرتے ہیں جنہیں پہلے سے مذہبی لگاؤ ہوتا ہے

جبکہ عام لوگ جنہیں دین اور مسلک حق کی صحیح رہنمائی درکار ہے وہ مقررین ومحافل کے ان غیر سنجیدہ انداز کو دیکھ کر قریب آنے سے گھبراتے ہیں۔سابق میں گزر چکا کہ سامعین کی اکتاہٹ کے پیش نظر وعظ میں اختصار کرنا اور محفل کا دورانیہ اعتدال میں رکھنا یہ عین شریعت کا مطلوب ہے،اوراس کی خلاف ورزی محرومی ثواب کا باعث بھی ہے۔ذیل میں ہم رات دیر تک محافل جاری رکھنے کی بعض شرعی خرابیوں کا ذکر کررہے ہیں،امید ہے کہ منتظمین محافل اور مقررین حضرات اس پرسنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں گے۔

فل ساؤنڈ ہیوی اسپیکرز کی وجہ سے پڑوسیوں کواذیت پہنچنا

جومحافل گلی محلوں کے اندر منعقد کی جاتی ہیں ان میں منتظمین محفل کی جانب سے جو بے احتیاطیاں برتی جاتیں ہیں ان میں سے ایک فل ہیوی ساؤنڈ اسپیکرز کا نصب کرنا بھی ہے،اس عمل سے رات گئے تک نہ صرف اہل محلّہ کی نیند میں خلل واقع ہوتا ہے بلکہ مریضوں کو بھی شدید اذیت اٹھانی پڑتی ہے۔حالانکہ پڑوسیوں کے جو حقوق شریعت میں وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنی عبادات سے انہیں اذیت پہنچانا اشد حرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

لو قرأعلی السطح والناس نیام یاثم ای لانہ یکون سببا لاعراضھم عن استماعہ او لانہ یؤذیھم بایقاظھم.

اگرکسی نے گھر کی چھت پرقرآن پاک کی تلاوت کی اورلوگ سوئے ہوئے ہوں تو تلاوت کرنے والا گناہ گار ہوگا ،یا تو اس لئے کہ یہ ان کی تلاوت نہ سننے کا سبب بن رہا ہے یا انہیں نیند سے جگا کراذیت پہنچا رہا ہے۔(ردالمحتار،فروع یجب الاستماع للقراءۃ مطلقاًج۲ص۲۶۸)

ملاحظہ کیجئے جب چھت پر تلاوت کرنا منع ہے تو ساری ساری رات ہیوی اسپیکرز لگا کر نعت خوانی اور وعظ کر کے اڑوس پڑوس کو اذیت پہنچانا کس طرح درست ہوگا۔

خود رحمۃ للعلمین ﷺ کا اپنا عمل ملاحظہ کیجئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آقا ﷺ جب رات کو قیام کے لئے کھڑے ہوتے تو اس قدر دھیمی آواز سے قراءت فرماتے کہ بس ہمیں ایک ایک آیت سمجھ میں آجاتی ، میں نے عرض کی یارسول ﷺ کیا آپ تھوڑا بلند آواز سے تلاوت نہیں فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَکْرَہُ اَنْ اُوْذِیَ بِہٖ رَفِیْقِیْ وَاَھْلَ بَیْتِیْ میں نہیں چاہتا کہ اپنی تلاوت سے اپنے ساتھی اوراپنے گھر والوں کو اذیت میں مبتلا کروں۔ (مسند الشامیین للطبرانی،رقم:۳۳۷۸،ج۴ص۳۰۵)

اللہ اکبر!!!صحابہ کرام اوراہل بیت آقا ﷺ کی قراءت کے کس قدر مشتاق تھے ہم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے لیکن بایں ہمہ آقا ﷺ اپنے طور پر ان پہ شفقت کرتے ہوئے ان کے آرام کا اتنا خیال رکھا کرتے !،اورآج ہم نے ثنا خوانی کے نام پر پوری پوری رات امت کی نیندیں حرام کررکھی ہیں اورمزید برآں اسے عشق رسول ﷺ سے تعبیر کرتے ہیں!

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

''اس قرآن سے لوگوں کو مت اکتاؤ، میں تمہیں ایسا ہرگز نہ پاؤں کہ تم کسی قوم پر پہنچ جاؤ جو اپنی کسی بات میں مشغول ہو تو وعظ شروع کر کے ان کی بات کاٹ دو کیونکہ تم انہیں اکتاہٹ میں ڈال دو گے بلکہ خاموش رہو جب وہ خود کہیں تو انہیں بیان سناؤ اس طرح کہ وہ بھی شوق رکھتے ہوں۔

......(بخاری شریف، رقم ج۲ص۹۳۸ قدیمی کتب خانہ،

مشکاۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الثالث ص۳۷ مکتبہ رحمانیہ)......

اس حدیث کے تحت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ دوسری نصیحت ہے جس پر واعظ کو کاربند رہنا چاہئے کہ جہاں لوگ کلام یا کام میں مشغول ہوں تو ان کے کلام و کام بند نہ کردو، وعظ شروع نہ کردو کہ اس صورت میں اگرچہ وہ کچھ نہ کہیں، مگر دل میں تکلیف محسوس کریں گے نیز اس میں علم اور عالم کی اہانت بھی ہے اس سے وہ واعظین عبرت پکڑیں جو تیز لاؤڈ اسپیکروں پر آدھی رات تک تقریریں کر کے مزدوروں، بیماروں کو پریشان کرتے ہیں ساری بستی کو جگاتے ہیں دیکھا گیا ہے کہ پھر عوام حکومت کو درخواستیں دیتے ہیں جس پر دفعہ ۱۴۴ نافذ کی جاتی ہے کتنی بڑی ذلت اور علم کی توہین ہے اگر یہ واعظین اس فرمان پر عمل کرتے تو یہ نوبت کیوں آتی، حکام اور افسران خود ان سے علم سیکھنے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

......(مرات شرح مشکواۃ ج۱ ص۲۱۷)......

گلیوں چوراہوں کو بلاک کر کے جلسہ گاہ میں تبدیل کرنا

یہ عمل بھی آج کل بکثرت پایا جاتا ہے، بالخصوص ماہ ربیع الاول اور ماہ محرم

الحرام میں جلسے جلوسوں کے نام پر روڈ راستے، چوک چوراہے بلاک کر کے عامۃ الناس کے حقوق کو جس طرح پامال کیا جاتا ہے کسی سے مخفی نہیں، خاص طور پر ایمر جنسی کی صورت میں مریضوں کو ہسپتالوں تک پہنچنا تو شدید دشوار ہو جاتا ہے۔ منتظمین محافل کے علم میں ہونا چاہئے کہ دینی محافل مستحب کے درجے میں ہیں اور راستے کے حقوق فرائض میں سے ہیں، جس کی پاسداری کرنا بہرحال ان پر لازم ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ آذَى الْمُسْلِمِينَ فِي طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ.** جس شخص نے مسلمانوں کو ان کے راستے میں اذیت پہنچائی تو اس پر ان کی لعنت واجب ہوگئی۔ (الترغیب والترہیب کتاب الطہارت رقم ۲۴۲ ج ۱ ص ۸۰)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ایک ایسی ہی محفل کے متعلق سوال ہوا آپ نے فتویٰ صادر فرمایا:

> دوسرا امر ناجائز اس مجلس میں یہ تھا کہ عام سڑک پر خصوصاً بازار میں جہاں آمدورفت کی زیادہ کثرت رہتی ہے فرش کر کے کتاب پڑھنا کہ یہ حقوق عامہ میں دست اندازی ہوئی شریعت میں اسی لحاظ سے راستہ میں نماز پڑھنی بھی مکروہ ہوئی نہ کہ بازار کی سڑک پر مجلس۔
>
> درمختار و ردالمحتار میں ہے: **تکرہ الصلاۃ فی طریق لان فیہ شغلہ بما لیس لہ لانھا حق العامۃ للمرور.** یعنی: راستے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ راستہ اس کام کے لئے نہیں لہذا اس کام کا کرنا لوگوں کے گزرنے کے حق کو متاثر کرتا ہے۔
>
> ......(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۴۷۷)......

ذرا سوچیئے جس دین متین میں فرض نماز جیسی اہم عبادت کی خاطر سڑک بلاک کرنے کونا پسندیدہ قرار دیا گیا ہو بھلا اس میں کسی مستحب عمل کے لئے ایسا کرنا کیونکر درست ہوگا ؟ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر جلسہ گاہ کسی ایسے روڈ راستے یا چوک چوراہے پر منعقد کیا جائے جہاں لوگوں کی آمد ورفت میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے تو پھر گنجائش کی صورت ضرور نکل سکتی ہے۔لیکن بہر حال جس طرح ہمارے ملک میں پتھر اور سیمنٹ کے بلاک رکھ کر اور کانٹے دار تاریں بچھا کر راستے مسدود کر دیئے جاتے ہیں اس کی گنجائش تو ہر گز نہیں ہوسکتی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتے ہیں: **وَاِمَاطُتکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَةَوَالْعَظَمَ عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ صَدَقَةٌ** تمہارا لوگوں کے راستے سے پتھر ،کانٹا اور ہڈی کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔(الترغیب والترہیب کتاب الادب رقم ۴۵۰۳ ج ۳ ۳۷۷)

اور ایک روایت میں ہے:**وَقَدْ زَحْزَحَ نَفَسَهُ عَنِ النَّارِ** اس نے اپنے آپ کو جہنم سے بچالیا۔(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا رقم ۲۳۹۸ ج ۲ص ۲۷۹)

جبکہ دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے نام پر امت کے روڈ ،راستوں پر کانٹے اور پتھر بچھائے جاتے ہیں،فیصلہ آپ خود کیجئے۔

تنبیہ: یہ حکم ان عام جلسے جلوسوں کا ہے جو مستحب کے درجے میں ہیں جیسے محافل میلاد ومحرم لیکن کسی بڑے مقصد مثلا: سید عالم ﷺ کی حرمت یا ختم نبوت یا پھر شعار اللہ پر کوئی حرف آئے تو اس کے لئے روڈ راستوں پر آنا غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کیونکہ ہمارے بے حس حکمران اس کے بغیر دباؤ میں بھی نہیں آتے۔فافہم۔

نماز فجر کا قضا ہو جانا

رات دیر تک محافل جاری رکھنے کی ایک اور بڑی خرابی جو مشاہدے میں آئی ہے وہ نماز فجر کا قضا ہونا یا جماعت سے رہ جانا ہے۔ اکثر منتظمین محافل اور بعض مقررین یا تو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں یا پھر جماعت سے رہ جاتے ہیں، بلکہ ایسے مواقع پر پکے نمازی حضرات سے بھی سستی واقع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی دانشمندی نہیں کہ ایک مستحب عمل کی خاطر فرض یا واجب کو ترک کر دیا جائے۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں حضرت سلیمان بن ابی حثمۃ کو غیر حاضر پایا، صبح آپ بازار کی جانب تشریف لے گئے، مسجد اور بازار کے درمیان میں حضرت سلیمان کا مکان پڑتا تھا آپ ان کی والدہ بی بی ام شفا کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت سلیمان کی نماز فجر میں غیر حاضری کا سبب دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کی، سلیمان رات بھر نماز پڑھتے رہے ہیں، اس لئے صبح ان کی آنکھ لگ گئی، آپ نے فرمایا: **لَاَنْ اَشْھَدَ صَلاۃَ الصُّبْحِ فِیْ جَمَاعۃٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ اَنْ اَقُوْمَ لَیْلَۃً** بلاشبہ مجھے فجر کی جماعت میں حاضر ہونا رات بھر شب بیداری سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب الجماعۃ وفضلہا ص ۸۹)

اس لئے منتظمین و مقررین حضرات کو چاہئے کہ مناسب وقت کے اندر محافل کو سمیٹ لیا کریں تاکہ لوگوں کی نمازوں کا وبال ان کے سر پر نہ آئے، اللہ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔

وعظ میں قرآنی آیات کو لحن سے پڑھنا

بعض مقررین سریلے انداز میں وعظ کرتے ہیں، آیات، احادیث اور اشعار کو ایک طرز اور لَے سے ادا کرتے ہیں، بظاہر اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں تاہم خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب مقررین حضرات آیات کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے قوانین قراءت کی دھجیاں اڑاتے ہیں، لہجہ کو سریلا بناتے ہوئے سروں میں ایسا گم ہوجاتے ہیں کہ مدوقصر، حرکات وسکنات وغیرہ ان کے اتارو چڑھاؤ کے نظر ہوجاتے ہیں۔ اور اس پر مستزاد سامعین کی طرف سے سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کی صدائیں بلکہ فلک شگاف نعرے العیاذ باللہ یقیناً یہ انداز تلاوت اور اس پر داد وتحسین دونوں اشد حرام ہیں۔ ملاحظہ کیجئے امام اہل سنت کا فتویٰ اور عبرت حاصل کیجئے۔

امام اہل سنت سے مذکورہ انداز میں تلاوت کرنے والے مقرر کے متعلق سوال ہوا آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

> ہاں معاذ اللہ بالقصد راگنی پر قرآن عظیم ٹھیک کرنا اس کی درستی کو بے جگہ مد یا حرکت یا غنہ وغیرہ بڑھانا گھٹانا تانیں لینا یہ ضرور حرام اور اس کی تحسین اس پر سبحان اللہ وآفریں اس سے زیادہ حرام تر ومجمع آثام (گناہوں کا مجموعہ) ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ حدیث میں ہے رسول ﷺ فرماتے ہیں:
>
> قرآن مجید عرب کے لحنوں میں پڑھو اور یہود ونصاریٰ، اہل فسق کے لحنوں سے بچو کہ میرے بعد کچھ لوگ آنے والے ہیں جو قرآن کو آ آ

کر پڑھیں گے جیسے گانے کی تانیں اور راہبوں اور مرثیہ خوانوں کی اتار چڑھاؤ قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی ان کے دلوں پر کچھ اثر نہ کرے گا فتنے میں ہوں گے ان کے دل اور جنہیں ان کی یہ حرکت پسند آئے گی ان کے دل ۔رواہ الطبرانی فی الاوسط شعب الایمان للبیہقی ،تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

''مسلمانوں میں فاسق وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کی تلاوت اور ادائیگی میں کمی بیشی کرتے ہیں یعنی الفاظ یا حروف گھٹا یا بڑھا دیتے ہیں اور ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے''۔خیریہ میں ہے:

جب لفظ قرآن کو اس کے مخرج سے نکالتے ہوئے اس میں کچھ حرکات داخل یا خارج کردے یا حروف ممدودہ کو مختصر کردے یا غیر ضروری درازی کردے جس سے لفظ کی ہیئت بدل جائے یا اس کے معانی میں اشتباہ پیدا ہوجائے تو ایسا کرنا حرام ہے اس طرح پڑھنے والا فاسق اور سننے والا گنہگار ہوگا۔(فتاویٰ رضویہ ملخصاً ج۲۳ص۳۶۰تا۳۶۲)

وعظ میں بناوٹی انداز بیان اختیار کرنا

ابھی بیان ہوا کہ سریلے انداز سے وعظ کرنے میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ دوران تلاوت قراءت کالحاظ کیا جائے، اسی طرح بعض مواقع پر جوش وولولہ کا پیدا ہونا بھی فطری عمل ہے،تاہم آج کل بعض پروفیشنل مقررین سامعین کی توجہ حاصل کرنے اور انہیں متاثر کرنے کی غرض سے اپنے انداز بیان میں کچھ زیادہ ہی تکلف وتصنع سے

کام لیتے ہیں، لب ولہجہ میں اتار وچڑھاؤ پیدا کر کے جملوں میں فصیح وبلیغ مسجع ومقفی الفاظ لاکر سامعین کو جھومنے اور فلک شگاف نعرے لگانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ بظاہر تو یہ منظر بڑا دلفریب ہوتا ہے لیکن سامعین بچارے جو اس سحر انگیز انداز پر واری ہو جاتے ہیں انہیں یہ احساس ہی نہیں رہتا کہ وہ اتنا وقت دینے کے باوجود کس قدر علم وشعور سے عاری رہ جاتے ہیں، محض شعروشاعری، قصے کہانیاں اور نئے پرانے لطیفوں سے مزین مقرر شیریں زبان وشعلہ بیان کے انداز سے کانوں کو لذت پہنچا کر واپس گھروں کو پلٹ جاتے ہیں۔ کاش مقررین کے ساتھ عوام بھی اس بات سے واقف ہوتی کہ اس طرح کے غیر سنجیدہ انداز بیان کو شیطانی شعبہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سید عالم ﷺ سے مروی ہے کہ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَ جَلَّ کَرِہَ لَکُمُ الْبَیَانَ کُلَّ الْبَیَانِ. ''اللہ عزوجل تمہارے لئے تصنع وتکلف کے ساتھ بناوٹی بیان کو ناپسند کرتا ہے''۔ (المعجم الکبیر رقم ۷۵۹۵ ج۴ ص ۲۹۲)

اس طرح معجم الاوسط میں مروی ہے: اِنَّ الْبَیَانَ کُلَّ الْبَیَانِ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْشَّیْطَانِ. ''تصنع وتکلف کے ساتھ بناوٹی بیان شیطانی شعبہ ہے''۔ (معجم الاوسط رقم ۴۴ ج ۱ ص ۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یَبْغُضُ الْبَلِیْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِیْ یَتَخَلَّلُ اَحَدُھُمُ الْکَلَامَ بِلِسَانِہٖ کَمَا تَخَلَّلُ الْبَاقِرَۃُ الْکَلَأَ بِاَلْسِنَتِھَا بے شک اللہ لوگوں میں سے اس بلیغ شخص کو ناپسند فرماتا ہے جو کلام کرتے وقت (فصاحت بڑھانے کے لئے) منہ میں اپنی زبان اس طرح گھماتا ہے جس طرح گائے گھاس چرتے ہوئے زبان گھماتی ہے۔ (المعجم الاوسط رقم ۹۰۳۰ ج ۹ ص ۲۷، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۸ ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳۵ ولفظہ للطبرانی)

سیدہ طیبہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ کے واعظ حضرت ابن ابی سائب رضی اللہ عنہ کوحکم دیا کہ وَاجْتَنِبِ السَّجْعِ فِیْ الدُّعَافَاِنِّیْ عَھِدْتُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ یَکْرَھُوْنَ ذالک دعا میں قافیہ بندی سے اجتناب کرنا کہ میں نے نبی مکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کو پایا کہ اسے ناپسند کیا کرتے تھے۔(صحیح ابن حبان رقم ۹۷۸ ج ۳ ص ۲۵۸)

مقررین کی آمد پرنعرے لگانا اوردوران وعظ محفل کوگرمانے کے لئے سبحان اللہ وماشاءاللہ کی صدائیں بلندکروانا

محافل میں مقررین اور معزز مہمانان کی آمد پرنعرہ تکبیر ونعرہ رسالت وغیرہ کے فلک شگاف نعرے بلند کیے جاتے ہیں،اور پھرتمام شرکائے محفل ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں،اسی طرح بہت سے مقررین اورنعت خوانوں میں یہ عادت پائی جاتی ہے کہ دوران وعظ ونعت محفل کوگرمانے کی خاطر سامعین سے بلندآواز سے سبحان اللہ وماشاءاللہ کی صدائیں بلندکرواتے ہیں۔یہ تمام امور ذکراللہ اورآداب وعظ کے برخلاف ہیں بالخصوص مسجد کے اندر۔

امام اہلسنّت فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:

> ’’فقہاء نے یہاں تک تصریح فرمائی کہ مسجد میں بلندآواز سے ذکرکرنا مکروہ ہے ہاں اہل فقہ کی دینی بات چیت کا استثناء ہے۔ایسا ہی درمختاروغیرہ کتب فقہ میں مرقوم ہے‘‘۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۸ ص ۱۶۱)

آگے چل کر ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''ہم ماسبق میں درر وغیرہ کے حوالے سے واضح کر چکے ہیں کہ مسجد میں بلند آواز سے ذکر مکروہ ہے ملا علی قاری کی مسلک متقسط میں ابن ضیاء کی تصریح ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا حرام ہے چاہے ذکر الٰہی ہی کیوں نہ ہو''۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۸ص ۲۸۷)

سیدنا اعلیٰ حضرت کی ان تصریحات سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسجد میں مطلقاً بلند آواز سے ذکر کرنا منع ہے بلکہ آپ کی مراد یہ ہے کہ حد سے زیادہ چلا چلا کر اونچی آواز سے ذکر کرنا منع ہے۔جیسا کہ چلا چلا کر نعرہ تکبیر ونعرہ رسالت لگائے جاتے ہیں اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں ، ہم نے اس کی وضاحت اپنے دوسرے رسالے ''الصراط المستقیم فی مدح النبی الکریم ﷺ المعروف نعت گوئی کے فضائل ومسائل'' میں کردی ہے۔مزید تفصیل وہاں ملاحظہ کیجئے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

القصاص اذا قصد بھا(کومئی ھنگامه) اثم وعن ھذا یمنع اذا قدم واحد من العظماء الی مجلس فسبح او صلی علی النبی وآله و اصحابه اعلاما بقدومه حتیٰ ینفرج له الناس ان یقوموا له یاثم ھٰکذا فی الوجیز للکردری

''واعظ گو نے سامعین کو گرمانے کی خاطر سبحان اللہ کہا یا درود پڑھا تو گناہگار ہوگا۔اور اسے اس عمل سے منع کیا جائے گا۔اس سے معلوم

ہوا کہ محفل میں کسی شخصیت کی آمد پر سبحان اللہ کہا یا درود پڑھا اس لئے
کہ لوگ اس کی آمد پر اطلاع پائیں اور جگہ چھوڑ کر تعظیما کھڑے ہو
جائیں تو یہ پڑھنے والا گناہ گار ہوگا۔

......(فتاوی عالمگیریہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع ج۵ص ۳۸۹)......

ہاں اگر واعظ نے محض ثواب کی نیت سے درود وغیرہ پڑھا نہ کہ حاضرین کو گرمانے اور داد وتحسین وصول کرنے کے ارادے سے تو اب کوئی حرج نہیں بلکہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری ہی میں ہے:

''سکیورٹی گارڈ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرے یا صلی اللہ علی محمد پڑھے تو
گناہ گار ہوگا کیونکہ یہ اپنی ڈیوٹی کی تنخواہ لیتا ہے، برخلاف عالم کے
جب اس نے مجلس میں صلوا علی النبی کہا یا مجاہد نے جہاد میں تکبیر
کہلوائی تو یہ ثواب پائیں گے۔

......(فتاوی عالمگیریہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع ج۵ص ۳۸۹)......

اسی طرح اگر استاذ یا عالم دین کی آمد پر اہل محفل تعظیماً کھڑے ہو جائیں اور کوئی نعرہ وغیرہ نہ لگایا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

''لوگ قرآن پاک دیکھ کر تلاوت کر رہے تھے یا ایک شخص تلاوت
کر رہا تھا اتنے میں کوئی معزز مہمان آجائے اور قاری اس کے
استقبال کے کئے کھڑا ہو جائے تو فقہاء نے فرمایا کہ اگر آنے والا عالم
دین ہو یا اس کا والد یا ایسا استاذ ہو جس نے اسے علم دین کی تعلیم دی

ہوتب تو جائز ہے علاوہ ازیں اوروں (نعت خوانوں، غیر عالم پیشہ ور مقررین وغیرہ) کے لئے کھڑا ہونا جائز نہیں۔''

......(فتاوی عالمگیریہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الرابع ج۵ص ۳۸۹)......

دوران وعظ سامعین کا کھڑا ہونا، ہاتھ ہلانا، نوٹ نچھاور کرنا، تکبیر وتہلیل کے نعرے لگانا

آج کل محافل میں مقررین سمیت سامعین حضرات نے ایسے نت نئے معمولات اپنا لئے ہیں جو نہ صرف آداب وعظ کے خلاف ہیں بلکہ وعظ ونصیحت کے اصل مقصد پر بھی اثر انداز ہورہے ہیں۔ مثلا: سامعین دوران وعظ بات بات پر چلا چلا کے سبحان اللہ، ماشاءاللہ کی صدائیں بلند کرتے ہیں، بعض جوشیلے نوجوان فلک شگاف نعرے لگانے پر مامور ہوتے ہیں، کچھ حضرات اسٹیج اور پنڈال سے اٹھ کر باری باری مقرر صاحب پر نوٹ نچھاور کرتے ہیں اسی دوران اسٹیج پر اور جلسہ گاہ میں آمدورفت ،سرگوشیوں اور سیلفیوں کا سلسلہ بھی جاری وساری رہتا ہے۔ جبکہ یہ جملہ امور آداب وعظ وتذکیر کے سراسر خلاف ہیں۔

امام اہل سنت طریقہ محمدیہ اوراس کی شرح حدیقہ محمدیہ سے نقل فرماتے ہیں:

(وكذا تكلم من هو) جالس (فى مجلس عظة) اى وعظ وتذكير (ولو مع الاخفاء وكذا مجرد التفاته وتحركه) وقيامه واتكائه (من غير حاجة وكل هذا سوء ادب وخفة وعجلة وسفه بل يتعين التوجه اليه والانصات

والاستماع الی ان ینتھی کلامہ بلا التفات ولا تحرک ولا تکلم

جو شخص مجلس وعظ میں بیٹھا ہوا سے بھی بات کرنا گناہ ہے اگرچہ آہستہ ہی ہو، اسی طرح صرف بے ضرورت ادھر ادھر دیکھنا یا کوئی حرکت جنبش کرنا کھڑا ہو جانا یا تکیہ لگالینا اور یہ سب گستاخی و بے ادبی اور ہلکا پن خفیف الحرکاتی اور جلد بازی اور حماقت ہے بلکہ لازم یہی ہے کہ اسی کی طرف توجہ کئے خاموش کان لگائے سنتے رہیں یہاں تک کی اس کا کلام ختم ہو اس وقت تک ادھر ادھر دیکھیں نہ کوئی جنبش نہ اصلا کچھ بات کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۴ص۱۷۰)

درمختار میں ہے:

یکرہ الکلام عند التذکیر یعنی: دوران وعظ کلام کرنا مکروہ ہے۔ (درمع رد ملتقطا وملخصا کتاب الحظر والاباحۃ ج۹ص۶۹۰)

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

المراد رفع بعض القوم صوتہ بالتھلیل، والصلاۃ علی النبی ﷺ عند ذکرہ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ دوران وعظ بعض سامعین کی جانب سے باآواز بلند (تکبیر) وتہلیل کہنا اور نبی مکرم ﷺ کے اسم گرامی کے وقت باآواز بلند درود پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمع رد ملتقطا وملخصا کتاب الحظر والاباحۃ ج۹ص۶۹۰)

میں کہتا ہوں آج کل کی محافل میں یہ عمل بہت زیادہ پایا جاتا ہے کہ خطیب کا

جملہ ابھی مکمل ہوتا نہیں اورادھر فلک شگاف نعرے شروع ہوجاتے ہیں، بلکہ اس ڈیوٹی کو سرانجام دینے کے لئے خاص نقیب یا جوشیلے جوان مقرر کئے جاتے ہیں جو بات بات پرخطیب کی گفتگو کاٹ کرتکلفاً وتصنعا سامعین سے لمبے چوڑے نعرے لگواتے رہتے ہیں اور بعض خطباء خود بھی اس عمل کو پسند کرتے ہیں بلکہ وہ اسے اپنے خطاب کے فقید المثال ہونے پرمحمول کرتے ہیں۔ بلا شبہ بعض اوقات خطیب کسی فضیلت یا نعمت ورحمت کا ذکر کرتا ہے جسے سن کرسامعین کی زبان سے بلاتکلف ازخود تکبیر وتہلیل صادر ہوجائے تواس میں کوئی حرج نہیں۔ بخاری شریف میں ہے:ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے جنت میں اپنی امت کی تعداد بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہوگے (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) فَکَبَّرْنَا (یہ سن کرخوشی میں) ہم نے تکبیر کہی پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا ایک ثلث ہوگے پس ہم نے تکبیر کہی پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا نصف ہوگے تو ہم نے تکبیر کہی الخ.....۔ (صحیح البخاری باب قصۃ یاجوج وماجوج، ج ۱ ص ۴۷۲)

الغرض جس طرح نقیبان محفل یا بعض جوشیلے سامعین اٹھ اٹھ کر چلا چلا کر خطیب کی گفتگو کاٹ کرنعرے لگاتے ہیں اور وہ بھی مسجد میں یہ ضرور ممنوع ہیں جیسا کہ گزشتہ سطور میں فتاویٰ رضویہ، درمختار اور ردالمحتار کے حوالے سے گزر چکا ہے۔ بخاری شریف ہی میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب رسول ﷺ خیبر پر حملہ آور ہوئے یا فرمایا کہ جب خیبر کی جانب روانہ ہوئے تو اشرف الناس علی واد فرفعوا اصواتھم بالتکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ صحابہ

ایک وادی پر پہنچ کر بلند آواز سے (نعرہ) تکبیر کہنے لگے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ یہ سن کر رسول ﷺ نے فرمایا: اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَنَّکُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَاغَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَھُوَمَعَکُمْ اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے بلاشبہ تم جسے پکار رہے ہو وہ سننے والا، قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ (صحیح البخاری باب غزوہ خیبر ج۲ ص۶۰۵)

ملاحظہ کیجئے سید عالم ﷺ تو تکبیر و تحلیل میں چیخ و پکار کو نا پسند فرماتے ہیں اور آج نقیبان محفل گلا پھاڑ کر سامعین سے نعرے لگواتے ہیں بلکہ جب کبھی نعروں کا جواب ان کے مطلب کا نہ ہو تو بعض بے باک جاہل نقیب یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ''جواب کا مزہ نہیں آیا'' اور پھر حاضرین محفل کو سخت سست بھی سنا دیتے ہیں، یعنی ان جاہلوں کو اللہ عزوجل کا نام چیخ کر نہ لینے پر مزہ نہیں آیا (استغفر اللہ) اور کچھ غالی قسم کے جاہل تو نعرہ تکبیر و رسالت سے زیادہ نعرہ حیدری کو لمبا چوڑا کر کے لگاتے ہیں پھر حاضرین بھی اتنی ہی اونچی آواز میں جواب دیتے ہیں۔ جس سے بظاہر تاثر تو یہی بنتا ہے کہ اللہ و رسول کے نام سے زیادہ سیدنا مولا علی شیر خدا کے نام کو اہمیت دی جارہی ہے اور اہل سنت کے اندر یہ طریقہ بھی شیعہ رافضیوں سے در آیا ہے۔ بلاشبہ مولا علی رضی اللہ عنہ ان کے اس عمل سے ہرگز راضی نہیں ہونگے۔ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری نے عطاء بن مسلم سے فرمایا: آج تم اپنے دل میں سیدنا ابوبکر کی محبت کو کیسا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا شدید پاتا ہوں فرمایا سیدنا عمر کی محبت؟ عرض کی شدید فرمایا سیدنا علی کی؟ تو عطاء نے اس بار لمبا کھینچ کر بڑے زوردار انداز سے کہا ''شدید'' اس پر حضرت سفیان نے فرمایا: یا عطاء، ھذہ الشدیدۃ ترید کیۃ وسط راسک

اے عطا یہ تیری (بے محل) شدت تیرے وسط سر کو داغدار کرنا چاہتی ہے۔

......(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۷ ص ۳۲)......

رہا نعت خواں اور مقررین پر نوٹ نچھاور کرنا تو اس کے متعلق سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں:

''بہت (سے) علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دلہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ تعالیٰ نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہیے''۔

......(فتاوی رضویہ، ج ۲۴ ص ۵۲۱)......

میں کہتا ہوں اس کے علاوہ نوٹ پر تحریر بھی درج ہوتی ہے۔ اور مشاہدہ ہے کہ نوٹ نچھاور کرنے کی صورت میں قدموں تلے بھی آجاتے ہیں۔ جبکہ شریعت نے ہمیں حروف کی تعظیم کا حکم دیا ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت رقم طراز ہیں:

''ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابل ادب ہیں اگر چہ جدا جدا لکھے ہوں جیسے تختی یا وصلی پر خواہ ان میں کوئی برا نام لکھا ہو جیسے فرعون، ابوجہل وغیرہما۔ تاہم حروفوں کی تعظیم کی جائے اگر چہ ان کافروں کا نام لائق اہانت وتذلیل ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: جب فرعون اور ابوجہل وغیرہ کے نام کسی غرض کیلئے لکھے جائیں تو مکروہ ہے کہ انہیں کہیں پھینک دیں اسلئے کہ ان حروف کی عزت و توقیر ہے جیسا کہ سراجیہ میں مذکور ہے''۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۳ ص ۳۳۶)

دوران وعظ واعظ کا ہاتھوں سے بے جا اشارے کرنا، کثرت سے اشعار پڑھنا اور چمکیلا بھڑکیلا لباس پہننا

بہت سے مقررین دوران وعظ اپنے لب ولہجہ کے ساتھ ساتھ ہاتھوں سے اشارے بھی کرتے ہیں کبھی ہاتھ فضا میں لہراتے ہیں تو کبھی حاضرین کی طرف اٹھا کر نچاتے ہیں بلکہ بعض جوشیلے خطیب تو مکا بنا کر کرسی اور ٹیبل پر بھی مارتے ہیں اور کچھ تو پورے اسٹیج پر ہی چکر لگاتے رہتے ہیں ۔اس حقیقت سے بھی ہرگز انکار نہیں، کہ گفتگو کے دوران ہاتھوں کا حرکت میں آنا ایک فطری عمل ہے، خود سید عالم ﷺ بعض اوقات بات سمجھانے کی خاطر دستہائے مبارکہ سے اشارہ فرمایا کرتے تھے، لیکن آج کل جس طرح خطباء حضرات بے جا تکلفاً وتصنعاً ایسا کرتے ہیں بلکہ آپے سے باہر ہوجاتے ہیں یہ ضرور خلاف سنت ہے، اسی طرح سر تال لگانے والے واعظین وعظ کا زیادہ تر وقت اشعار پڑھنے، لطیفے اور ٹوٹکے سنانے میں صرف کر دیتے ہیں جس سے نہ صرف وقت اور پیسہ کا زیاں ہورہا ہے بلکہ عوام اہل سنت شدید علمی اور فکری تنزلی کا بھی شکار ہوتے جارہے ہیں۔اور مشاہدہ یہ ہے کہ ایسا صرف وہی واعظین کرتے ہیں جو خود علمی وفکری مواد سے عاری ہوتے ہیں ۔

سیدنا ومرشدنا حجۃ من حجۃ اللہ امام ابوحامد محمد غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ایسا نوجوان خطیب (یا نعت خواں) جو محض عورتوں کو دکھانے کے لئے خوبصورت لباس زیب تن کرتا ہو، اور دوران بیان کثرت سے اشعار پڑھتا ہو ہاتھوں سے بے جا اشارات وحرکات کرتا ہو(جیسا

کہ ہمارے زمانے کے نعت خواں اور مقررین کی عادت ہے،غزالوی)اوراس کی مجلس میں عورتیں بھی شرکت کرتی ہوں،تو یہ انتہائی نا پسندیدہ عمل ہے،ایسے خطیب کو بیان کرنے سے روکنا واجب ہے۔ (احیاءعلوم الدین،ج ۲ص ۴۰۴،دارالبیان العربی)

مزید کیمائے سعادت میں تحریرفرماتے ہیں:

حضرت ابوسعیدحرازرحمہ اللہ فرماتے ہیں:جن دنوں میں ملک شام کے مشہورشہر دمشق میں تھا ایک شب رسول دوجہاں کی زیارت کا شرف اس شان سے حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کی معیت میں حضرت سیدنا صدیق اکبراور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔میں وجد کے عالم میں (نعتیہ)شعر گنگنارہاہوں اور جھوم جھوم کراپنی انگلیاں ماررہاہوں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے انگلیاں چلاتے دیکھ کرفرمایا:تیرے اس عمل میں فائدہ کم اورنقصان زیادہ ہے

......(کیمائے سعادت مترجم مولانا تابش قصوری ص ۹۳۰)......

انسانی صورت میں شیطان

امام الانام،حجۃ الاسلام نے اپنے زمانے کے خطباء کا جومجموعی نقشہ کھینچا ہے اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

واعظیوں کا ایک گروہ ایسا ہے جس نے وعظ کے ضروری آداب کوترک کردیاہے،ہمارے زمانے کے سارے مقررین وواعظین ایسے ہی ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ نے محفوظ رکھا ہے لیکن ایسے لوگ شاذونادر ہیں شاید ملک کے کسی کونے

میں پائے جاتے ہوں لیکن ہم ان سے واقف نہیں، آج کل واعظیوں کا سارازورنکتہ آفرینی، قافیہ بندی، مسجع ومقفی کلام پر ہوتا ہے اور دلیل میں وصال وفراق کے اشعار گا گا کر سناتے ہیں، مقصد صرف یہ ہوتا ہے محفل میں نعرے گونجتے رہیں اور وجد طاری رہے، اگر یہ سب کچھ غرض فاسد کے طور پر ہے تو سمجھ لو ایسے مقررین وواعظین انسانی صورت میں شیطان ہیں۔ یہ خود بھی گمراہ ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، لوگوں کو رحمت وشفاعت کی باتیں سنا کر گناہوں پر دلیر کرتے ہیں بلکہ ان کی چال ڈھال دیکھ کر دنیا کی رغبت بڑھتی ہے بالخصوص جب یہ عمدہ لباس میں ملبوس ہوکر اعلیٰ سواری پر محفل میں پہنچتے ہیں تو ان کا سرتا پا دنیا کی شدت حرص پہ گواہی دیتا ہے، ایسے مقررین، واعظین اور خطباء کے خطابات سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا ان کے سراپا دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغرور، ج ۳ ص ۴۷۸، دارالبیان العربی)

ایسا کھرا اور بے باک تجزیہ وتبصرہ صرف امام ہی کرسکتے ہیں جب کہ ہمیں چنداں کی اتنی اوقات نہیں کہ اپنے ہم زمانہ کے متعلق ایسی کوئی لب کشائی کرسکے۔

وعظ کی فیس لینا اور طے کرنا

اصل حکم شرعی یہی ہے کہ طاعات پر اجرت لینا و دینا دونوں جائز نہیں اور چونکہ وعظ بھی من جملہ طاعات ہے اس لئے اس پر بھی اجرت لینا اور دینا جائز نہیں لیکن زمانے اور حالات کے پیش نظر آئمہ دین نے چند چیزوں پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا جن میں سے ایک وعظ بھی ہے امام اہل سنت سے سوال ہوا کہ:

کوئی شخص مقرر کرکے بطور اجرت کے وعظ کرے اور وعظ گوئی

کو پیشہ اور سلسلۂ معاش جان کر بسر اوقات کرنی اختیار کرے، جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

اصل حکم یہ ہے کہ وعظ پر اجرت لینی حرام ہے، درمختار میں اسے یہود ونصاریٰ کی ضلالتوں میں سے گنا، مگر **کم من احکام یختلف باختلاف الزمان کما فی العٰلمگیریة** (بہت سے احکام زمانہ کے اختلاف سے مختلف ہوجاتے ہیں، جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے) کلیہ غیر مخصوصہ کہ طاعات پر اجرت لینا ناجائز ہے آئمہ نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں بضرورت مستثنیٰ کیں، امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، تعلیم فقہ، کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلانکیر معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں، مجمع البحرین وغیرہ میں ان کا پانچواں وعظ گنا وبس فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں: میں چند چیزوں پر فتویٰ دیتا تھا، اب ان سے رجوع کی، ازانجملہ میں فتویٰ دیتا تھا کہ عالم کو جائز نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور وعظ کے عوض تحصیل کرے، مگر اب اجازت دیتا ہوں، لہٰذا یہ ایسی بات نہیں جس پر نکیر لازم ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۵۳۸)

یعنی عبادات میں صرف پانچ چیزوں، امامت، آذان، تعلیم قرآن، تعلیم فقہ ،اور وعظ پر اجرت لینا جائز ہے علاوہ ازیں دیگر عبادات وطاعات جیسے تلاوت قرآن،

تراویح ،قرآن خوانی، نعت خوانی وغیرہ پر اجرت لینے کی اجازت ہرگز نہیں۔ ماسوائے ایک مخصوص صورت کے جسے ہم نے اپنے دوسرے رسالے ''الصراط المستقیم فی مدح النبی الکریم ﷺ میں سیدی امام اہل سنت کے فتویٰ سے بیان کردیا ہے۔

وعظ پر اجرت لینے کا یہ متذکرہ بالا حکم صرف ان جید مستند علمائے اہل سنت کے لئے ہے جو محض ترویج دین، اشاعت علم، اور تحفظ عقائد اہل سنت کے لئے وعظ کرتے ہیں۔، رہے وہ مقررین ومناظرین جو صرف نام وری و دنیا طلبی کی خاطر رطب ویابس روایات، شعروشاعری اور عقلی چٹکلے سنا کر قوم کا وقت اور پیسہ برباد کرتے ہیں، یا پھر وہ اردوخواں کم علم پیشہ ور مقررین جنہوں نے محض آواز وانداز کے بل بوتے پر عوام کو اپنے دام فریب میں مبتلا کئے رکھا ہے انہیں تو خود وعظ کرنا حرام ہے چہ جائیکہ اس پر معاوضہ طلب کرنا۔ ایسے جعلی واعظین کے متعلق گزشتہ سطور میں سید عالم ﷺ کے فرامین اور فقہائے کرام بالخصوص امام اہل سنت کے فتاویٰ بیان ہو چکے ہیں۔

لیکن آج کل تو واعظین ومقررین نے اپنی مقبولیت کے لحاظ سے وعظ کے ریٹ مقرر کر رکھے ہیں، جو جتنا معروف ومشہور ہے وہ اتنا ہی مہنگا مقرر ہے۔ بعض تو ایسے ہیں جو محض ایک ایک گھنٹے کا پچاس پچاس ہزار سے زائد فیس طلب کرتے ہیں ،بذریعہ ہوائی جہاز آنے جانے ،عمدہ کھانے پینے اور نصف درجن پرسنل سیکریٹریز اور خلفاء کے اخراجات علیحدہ سے۔ ''الامان والحفیظ'' کیا یہ ہی دین ہے جس کی وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ انبیاء تو یہ اعلان کرتے ہوئے آئے **وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** (سورہ شعراء، آیت ۱۰۹) (میں تم سے تبلیغ دین پر اجرت

کا سوال نہیں کرتا میرا اجر تو رب العالین کے ذمہ کرم پر ہے) بلکہ پتھر کھا کر بھی لبوں پر تبسم سجائے اپنے رب عزوجل کا پیغام پہچانے سے پیچھے نہیں ہٹے، اور یہاں بھاؤ تاؤ طئے کیے جاتے ہیں، منت سماجت اور سفارشیں لائی جاتی ہیں، پھر کہیں ناز نخروں سے نعروں کی گونج میں گلے میں ہار سجائے پورے پروٹوکول کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ پھر بھی اگر غلطی سے لفافے میں طئے شدہ رقم سے کچھ کم آجائے، تو بس پھر کیا ہے آئندہ کے لئے ایسے نا اہل منتظمین محفل آں جناب کی فیوضات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری جانب وہ مدرسین علماء ہیں جو یومیہ پانچ پانچ گھنٹے حدیث، تفسیر، فقہ اور پیچیدہ علوم عقلیہ کی تدریس پر دماغ سوزی کرتے ہیں۔ ترویج دین کے پیش نظر مستقبل کے معمار تیار کرتے ہیں، مفتیان کرام اپنے ذاتی مسائل بھلا کر آقا ﷺ کی امت کے مسائل حل کرتے ہیں، انہیں مہینے بھر کی محنت کے بعد اوسطاً محض دس سے پندرہ ہزار روپے وظیفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ اللہ کہاں ایک گھنٹے کا معاوضہ پچاس ہزار اور کہاں پورے تیس دنوں کے بعد دس، پندرہ ہزار، یہ نا انصافی دنیا داروں سے نہیں بلکہ خود دینداروں کی جانب سے کی جا رہی ہے، جنہوں نے علم، علماء اور مدارس سے منہ موڑ کر روایتی پیروں، مزاروں، واعظیوں، نعت خوانوں اور قوالوں پر پیسہ لٹا کر دین و مسلک کو ایک ایسے دوراہے پر لا کھڑا کر دیا ہے جہاں درد رکھنے والے چاہتے ہوئے بھی کچھ کر نہیں پاتے، شاید یہی وجہ ہے کہ اہل علم کے ساتھ اس نا انصافی پر سید عالم ﷺ اپنی امت کے متعلق رنج والم اور خوف کا اظہار فرمایا کرتے تھے جیسا کہ سابق میں حضرت عابس الغفاری اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما کی احادیث میں گزر چکا ہے۔

﴿عبرت انگیز واقعہ﴾

مجھے کسی صاحب نے بتایا کہ جنوبی پنجاب کے ایک علاقے میں اہل علاقہ ہر سال عظیم الشان محفل نعت کا انعقاد کیا کرتے تھے جس میں ملک بھر کے معروف و مہنگے نعت خواں مدعو کئے جاتے اور محض چند گھنٹوں کی محفل پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے تھے، پورا علاقہ اہل سنت کی آبادی پر مشتمل تھا، صرف چند گھرانے غیر مقلدین (اہل حدیث) کے تھے، ایک سال محفل نعت کے بعد ان غیر مقلدوں نے بیٹھک لگائی اور مشورہ کیا کہ کیوں نہ ہم بھی علاقے میں اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لئے کوئی جلسہ منعقد کریں، چنانچہ طئے یہ پایا کہ اپنے رابطے بروئے کار لاکر چندہ اکھٹا کیا جائے، جب مطلوبہ چندہ جمع ہو چکا تو ان کے سرکردہ چالاک مولوی نے کہا، مجھے ایک ترکیب سوجھی ہے اگر ساتھ دو تو اہل سنت کی نہ صرف اس نعت خوانی سے جان چھوٹ سکتی ہے بلکہ اپنے مسلک کا بھی خوب پرچار ہوگا، حواریوں نے پوچھا وہ کیونکر؟ کہا جس جگہ یہ نعت خوانی کرتے ہیں اسے خرید کر وہاں مدرسہ قائم کرتے ہیں، تمام حواریوں نے اس کی اس رائے سے اتفاق کیا اور پھر مزید انہوں چندہ جمع کر کے بھاری رقم کے عوض اس جگہ کو خرید کر بڑا مدرسہ قائم کیا کہتے ہیں ان کی اس چال سے اس علاقے سے نہ صرف نعت خوانی کا سلسلہ ختم ہوگیا بلکہ آج نصف سے زائد آبادی غیر مقلد (وہابی) ہو چکی ہے۔

یہ صرف ایک علاقے کا حال تھا ورنہ تو یہ پورے ملک کا المیہ ہے ہر جگہ بد مذہب اپنا پیسہ مدارس پہ لگا کر بڑی تیزی کے ساتھ اپنے مسالک کو فروغ دے رہے

ہیں جبکہ اہل سنت نذرونیاز، جلسے جلوسوں سے باہر نہیں نکل پارہے۔ان کے مدارس سے سالانہ ہزاروں مبلغین ومدرسین تیار ہوکر ملک کے طول وعرض میں مدارس اور تبلیغی مراکز قائم کرتے جارہے ہیں، جبکہ ملک کے بیشتر حصے اہل سنت کے مدارس سے محروم ہیں، جہاں دوردور تک کوئی مستند مفتی میسر نہیں جن سے لوگ دینی رہنمائی حاصل کرسکیں، صرف کم علم اردوخواں واعظین اورباپ دادا کی گدیوں پر مسند نشین (صاحب علم وفضل پیران عظام کو چھوڑ کر) روایتی پیروں کے رحم وکرم پر ہیں۔اگر اہل سنت کے صاحب ثروت اور دینی ارباب حل وعقد حضرات نے مدارس اہل سنت کی طرف توجہ نہ دی تو کوئی بعید نہیں جس طرح خیبر پختون خواہ اور بلوچستان میں اہل سنت اقلیت میں بدل چکے ہیں، مستقبل میں وہی حال سندھ اور پنجاب کا بھی ہوجائے۔اور یقیناً ایسی صورت میں سب سے زیادہ خسارہ خانقاہی نظام کو ہی پہنچے گا۔ظاہر ہے جب عوام میں بدعقیدگی پھیل جائے تو مزارات اور پیران عظام ہی کی مخالفت میں اضافہ ہوگا۔اس لئے ضروری ہے کہ ہر درگاہ وخانقاہ کے ساتھ دینی مدرسہ قائم کیا جائے اور پیران عظام ،علماء وطلباء پر اپنا دست شفقت رکھ کر نہ صرف انہیں مالی وسائل بہم پہنچائیں بلکہ اپنے حلقہ ارادت میں انہیں وہی مقام ومرتبہ دلائیں جو سید عالم ﷺ نے دیا ہے۔علاوہ ازیں تنظیمات اہل سنت کو بھی نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس طرف توجہ دینی پڑے گی کیونکہ ان کا مضبوط ومستحکم ہونا بھی مدارس کی افرادی قوت پر ہی موقوف ہے۔

وعظ کو بطور پیشہ ذریعہ معاش بنانا حرام ہے

آج کل بعض پیشہ ور واعظیوں نے نعت خوانوں کی طرح وعظ کو بزنس کا درجہ دے دیا ہے جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پرسنل سیکرٹیز رکھے

ہوئے ہیں جو اپنے کلائنٹ کے ساتھ وعظ کے معاوضے پر معاملات طئے کرتے ہیں ،اور شنیدہ است کے بعض تو ایڈوانس بکنگ کروانے پر طئے کردہ فیس کا بعض حصہ بطور ایڈوانس بھی وصول کرتے ہیں۔

درمختار میں ہے: **التذکیر علی االمنابر للواعظ والا تعاظ سنة الانبیاء والمرسلین ولریاسة ومال وقبول عامةمن ضلالة الیھود والنصاریٰ** منبر پر وعظ ونصیحت کرنا انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔اپنی بڑائی، مال یا اپنی مقبولیت کے لئے وعظ کہنا یہود ونصاریٰ کی گمراہی جیسے ہے‘‘۔

......(درمع رد کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ج ۹ ص ۶۹۵)......

امام اہل سنت سے وعظ کو پیشہ بنانے کے متعلق سوال ہوا آپ نے جواب دیا:

وعظ کو کہ عمدہ طاعات وقربات سے ہے ذریعۂ حطام دنیا بنانے پر احادیث میں سخت وعیدیں آئیں ،اور علماء نے بھی اس سے ممانعت فرمائیں۔خلاصہ پھر تا تارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے: **الواعظ اذا سال الناس شیئا فی المجلس لنفسه لا یحل له ذالک لانه اکتساب الدنیا بالعلم** یعنی واعظ نے مجلس میں لوگوں سے اپنے لئے کچھ سوال کیا تو یہ عمل حلال نہیں، کیونکہ یہ علم کے ذریعہ دنیا کا حصول ہے‘‘۔یہ امر ان لوگوں پر وارد جنھوں نے وعظ کو پیشہ اور تجارۂ دنیا حاصل کرنے کا تیشہ بنا رکھا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱۹ ص ۴۳۴)

غیر عالم مقرر کا اپنے نام کے ساتھ لقب القاب لگانا

غیر عالم شخص کا خود کو عالم ظاہر کرنا، علماء جیسی وضع قطع اختیار کرنا بلکہ اپنے نام کے ساتھ ایسے لقب القاب کا ٹائٹل لگانا جسے ان کے مستحق علماء بھی اپنے نام کے ساتھ جوڑنے میں کانپ اٹھیں یہ نہ صرف دھوکہ، فریب گناہ کبیرہ ہے بلکہ یہود ونصاری کا طریقہ کار بھی ہے۔

امام اہل سنت لکھتے ہیں:

> اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا بھی گناہ ومخالف حکم قرآن عظیم ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ قَالَ اَنَا عَالِمٌ فَهُوَ جَاهِلٌ. ''جو اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے''۔
>
> ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اس کے فضل سے ناواقف اور یہ اس سچی نیت سے کہ وہ آگاہ ہو کر فیض لیں ہدایت پائیں اپنا عالم ہونا ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں جیسے سیدنا یوسف علیٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تھا: انی حفیظ علیم (بیشک میں حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں) پھر یہ بھی سچے عالموں کے لئے ہے۔
>
> زید جاہل کا اپنے آپ کو مولوی صاحب کہنا دونا گناہ ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹی تعریف کا پسند کرنا بھی شامل ہوا۔

قال اللہ عزوجل: **لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب و لھم عذاب الیم**

معالم شریف میں عکرمہ تابعی شاگرد عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں منقول: **یفرحون باضلالھم الناس وبنسبۃ الناس ایاھم الی العلم ولیسوا باھل العلم**۔ ’’خوش ہوتے ہیں لوگوں کو بہکانے اور اس پر کہ لوگ انہیں مولوی کہیں حالانکہ مولوی نہیں‘‘۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۲۷)

وعظ میں خوف و رجاء دونوں کا بیان کرنا

آج کل واعظین کے وعظ میں خوف خدا، جزا وسزا کا بیان کم رحمت وشفاعت کا تذکرہ زیادہ پایا جاتا ہے، عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ پیشہ ور مقررین، نعت خواں اور نقیب حضرات رحمت الٰہی عزوجل اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل احادیث واشعار اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ حاضرین جھوم اٹھتے ہیں اور مقرر ونعت خواں پر نوٹوں کی بارش کر دیتے ہیں، اس مقصد کے لئے انہوں نے اس عنوان کے مطابق مخصوص احادیث، خاص اشعار اور قصے یاد کر رکھے ہیں، اور یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس پر حاضرین کی جانب سے جو نوٹ ونعرے موصول ہوتے ہیں وہ خوف خدا اور جزا وسزا کی باتوں سے حاصل نہیں ہوتے، لیکن انہیں یہ اندازہ نہیں کہ ان کے اس عمل سے عوام میں قبر وحشر کا خوف کم اور گناہوں پر جرأت بڑھتی جا رہی ہے،

اس لئے یہ بات مقررین، نعت خواں اور نقیبان کے علم میں ہونی چاہئے کہ ہروقت ڈر، خوف کے تذکرے کرنا یا محض رحمت وشفاعت سے تسلیاں دینا یہ صرف آداب وعظ ہی نہیں بلکہ مطلوب شرع کے بھی خلاف ہے۔لہٰذا جہاں رحمت وشفاعت کا تذکرہ کرنا ہو وہاں خدا کے قہر وغضب کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔

سیدنا مولاعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سن لو کامل فقیہ وہی ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور نہ اس کے عذاب سے بے خوف رکھے اور نہ انہیں اللہ کی نافرمانیوں میں رخصت دے، اور نا ہی قرآن کو چھوڑ کر دوسری چیزوں میں رغبت رکھے۔ (حلیۃ الاولیاء ج اص ۷۷)

میں کہتا ہوں فی زمانہ خوف خدا عزوجل کا تذکرہ زیادہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سیدنا ومرشدنا حجۃ من حجۃ اللہ امام ابوحامد محمد غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حضرت حسن بصری سے لوگوں نے پوچھا: ''ایسے واعظین کا کیا حال ہے جو لوگوں کو ہر وقت خوف خدا دلاتے رہتے ہیں جس کے باعث ہمارے دل کے ٹکڑے ہوجاتے ہیں؟ فرمایا تم ایسے واعظین کی محفل میں بیٹھا کرو جو آج خوف خدا کی بابت پند ونصائع کرتے ہیں تاکہ کل دوزخ کے خوف سے نجات دلائیں اور ان کی مجلس ان سے بدرجہا افضل ہے جو آج (رحمت وشفاعت کا بیان کرکے) تمہارے دلوں کو سکون دلاتے ہیں جبکہ قیامت کے دن دردناک

عذاب سے دوچار کرائیں گے۔ (کیمیائے سعادت ص۲۲۷)

حضرت حسن بصری خیرالقرون تابعین کے زمانے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں، تو ذرا سوچیئے ہمارے زمانے کا کیا تقاضا ہوگا!!!

خطباء کا ایک موضوع پر قائم نہ رہنا

خطباء حضرات کی یہ عادت بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ یہ کسی ایک موضوع پر قائم نہیں رہتے، ہر چند خطاب کے آغاز میں یہ مخصوص عنوان کے مطابق آیات تلاوت ضرور کرتے ہیں اور تمہیدی کلمات بھی بیان کرتے ہیں لیکن آگے چل کر در جن بھر مختلف و متنوع موضوعات چھیڑ دیتے ہیں، ساتھ ہی لطیفے، ٹوٹکے اور شعر و شاعری کا بھی تڑکا لگاتے جاتے ہیں جس سے سامعین بچارے خطیب کی محض شعلہ بیانی اور شیریں زبانی سے ہی محظوظ ہوتے رہتے ہیں اور علم و عمل سے کورے کے کورے ہی رہ جاتے ہیں۔ جبکہ سنجیدہ سامعین سمجھ جاتے ہیں کہ محترم مقرر صاحب علمی مواد سے خالی ہیں اس لئے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنا ٹائم پاس کر رہے ہیں، یوں اس انداز بیان سے وہ عوام کالانعام کے نزدیک ہیرو تو بن جاتا ہے لیکن سنجیدہ اور سمجھدار افراد کی نظروں میں اس کی حیثیت محض زیرو ہو کر رہ جاتی ہے۔ میں نے یہاں عوام کالانعام کا لفظ کسی تحقیر کے طور پر ہرگز ذکر نہیں کیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض مقررین اپنے سامعین کو ایسا ہی سمجھتے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں زمانۂ سلف میں بھی اس قسم کے خطیب پائے جاتے تھے۔ چنانچہ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

عثمان وراق کا کہنا ہے کہ ایک دن میں نے عتابی واعظی کو شہر شام کے دروازے پر راہ چلتے کھاتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور اسے **ملامت** کرتے

ہوئے کہا تیرا برا ہو کیا تجھے سر عام کھاتے ہوئے شرم نہیں آتی ؟اس نے کہا ایک بات بتاؤ اگر تم گھر میں اپنی گائے کے سامنے کھاؤ تو کیا تمہیں شرم آئے گی؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا ذرا صبر کر تجھے ثابت کر کے دکھاتا ہوں کہ یہ سامنے تمہیں جتنے بھی انسان نظر آرہے ہیں، یہ بھی گائیں ہی ہیں۔ وراق کہتے ہیں یہ کہہ کر اس نے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر وعظ کرنا شروع کر دیا ،دیکھتے دیکھتے ایک بڑا ہجوم جمع ہو گیا (جب سارے لوگ پوری طرح اس کے سحر انگیز وعظ کی گرفت میں آگئے) تو کہنے لگا ہمیں کئی طرق سے یہ روایت پہنچی ہے کہ **من بلغ لسانه ارنبة انفه لم يدخل النار** جس شخص کی زبان اس کی ناک کے نتھنوں تک پہنچتی ہوگی وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا ۔وراق کہتے ہیں بس اس کا اتنا کہنا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ مجمع میں سے ہر فرد نے اپنی زبان نکالی اور ناک کی نتھنوں تک پہنچانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔اختتام محفل پر جب لوگ منتشر ہو گئے تو مجھ سے کہنے لگا **الم اخبركم انهم بقر** ؟ دیکھا تم نے ،میں نے کہا تھا نہ کہ یہ انسان نہیں بلکہ گائیں ہیں (بلا وجہ تم مجھے ملامت کر رہے تھے)۔(القصاص والمذکرین ص ۳۲۰)

پیشہ ور مقررین کا میزبانِ محفل کی تعریف میں مبالغہ کرنا

مشاہدہ ہے کہ پیشہ ور مقررین میزبانِ محفل کی تعریف میں زمین وآسمان ایک کر دیتے ہیں بالخصوص جب میزبان کوئی سجادہ نشین پیر صاحب ہو، پھر تو تعریفات کا سلسلہ بعض اوقات غلو کی حد تک جا پہنچتا ہے ۔ہم نے ایسے خطیب بھی دیکھے جو سالانہ عرس کی تقریبات میں محض اپنی جگہ بنانے کے چکر میں بے نمازی خلاف شرع

پیروں کوعوام الناس کے سامنے غوث وقطب بنا کر پیش کرتے ہیں اوران کی من گھڑت کرامات بھی بیان کرتے ہیں۔گویا دوسروں کی دنیا بناتے بناتے اپنی آخرت برباد کر بیٹھتے ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِعَبْدٌ اَذْهَبَ آخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ بروز قیامت اللہ کے نزدیک تمام لوگوں سے بدتر بندہ وہ ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کردی۔(ابن ماجہ ص ۲۹۴۔المعجم الکبیر رقم ۷۵۴۳ ج ۴ ص ۶۵ ۳ ولفظہ لابن ماجہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ دوسرے شخص کی تعریف کرتے ہوئے مبالغہ سے کام لے رہا تھا،آپ ﷺ فرمایا اَهْلَكْتُمْ اَوْقَطَعْتُمْ ظَهَرَ رَجُلٍ تم نے ہلاک کردیا،یاتم نے اس شخص کی پشت توڑدی۔(صحیح البخاری ج ۲ ص ۸۹۵)

حضرت خالدبن معدان سے مروی ہے:

جس نے بھرے مجمع میں کسی حاکم یاکسی بھی شخص کی ایسی تعریف کی جس کاوہ مستحق نہیں بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَتَعَثَّرُ بِلِسَانِهٖ اللہ بروز قیامت اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ اپنی زبان کے ساتھ لڑکھڑاتا پھرے گا۔ (ابن ابی دنیا فی الصمت وآداب اللسان ص ۲۷۳)

ہاں اگر کسی مستحق بزرگ یا عالم دین کی دینی خدمات یا منتظمین محفل کے عمدہ انتظامات پر انہیں خلوص دل کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، سید عالم ﷺ بھی صحابہ کرام کی کاوشوں اور قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔

بعض پیشہ ور مقررین کا
مستند علمائے اہل سنت کی مخالفت کرنا

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ عام پیشہ ور مقررین جنہیں محض انداز بیان کی بدولت عوام میں پذیرائی ومقبولیت حاصل ہو جاتی ہے، جب ان کی کسی غلو آمیز خلاف شرع وخلاف مسلک بات پر اکابر علماء گرفت کرتے ہیں تو یہ حضرات اپنی ناک اور شملہ اونچا رکھنے کے لئے نہ صرف علمائے حق کی تنقیص وتحقیر کرنے پر اتر آتے ہیں بلکہ ان کے خلاف بے بنیاد پروپگینڈا بھی کرنا شروع کر دیتے ہیں، چونکہ عوام میں ان ہی کو علماء بلکہ مناظر اسلام، مفکر اسلام، شیخ الاسلام اور مسلک کا ترجمان سمجھا جاتا ہے اس لئے بھولے بھالے لوگ ان کے دام فریب میں آکر حقیقی علماء سے بدظن ہو جاتے ہیں اور برا بھلا تک کہہ دیتے ہیں۔ ہر چند یہ سلسلہ آج کل کا نہیں ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے لیکن فی زمانہ یہ فتنہ پوری شدت کے ساتھ ظاہر ہو چکا ہے اور یہ ہمارے لئے کسی خیر کی نہیں بلکہ بدترین شر کی علامت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا اَكْثَرَ فُقَهَاءَ هُمْ وَاَقَلَّ جُهَّالَهُمْ فَاِذَا تَكَلَّمَ الْفَقِيْهُ وَجَدَ اَعْوَانًا وَاِذَا تَكَلَّمَ الْجَاهِلُ قُهِرَ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ شَرًّا اَكْثَرَ

جُهَّالَهُمْ وَاَقَلَّ فُقَهَاءَ هُمْ فَاِذَا تَكَلَّمَ الْجَاهِلُ وَجَدَ اَعْوَانًا وَاِذَا تَكَلَّمَ الْفَقِيْهُ قُهِرَ جب اللہ کسی قوم سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس قوم میں فقیہ علماء کثیر اور جہلاء قلیل ہوجاتے ہیں، پس جب فقیہ عالم کلام کرتا ہے تو وہ اپنے بہت سے حامی پاتا ہے، اور جب جاہل کلام کرتا ہے تو وہ مقہور (ومغلوب) ہوجاتا ہے اور جب اللہ کسی قوم سے شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس میں فقیہ علماء قلیل اور جہلاء کثرت سے ہوجاتے ہیں چنانچہ جب جاہل کلام کرتا ہے تو وہ اپنے بہت سے حامی پاتا ہے اور جب فقیہ عالم کلام کرتا ہے تو مقہور (ومغلوب) ہوجاتا ہے۔

......(مسند الفردوس لدیلمی رقم ۹۵۲ ج۱ ص۲۴۶، جامع الاحادیث لسیوطی رقم ۱۲۷۷ ج۲ ص۲۷۵، کنز العمال رقم ۲۸۶۹۲ ج۱۰ ص۱۳۷، الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی ج۱ ص۴۲)......

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوفا ومرفوعا دونوں طرح سے مروی ہے:

بنی اسرائیل میں ایک شخص مہمان بنا، میزبان کے گھر میں ایک (حاملہ) کتیا تھی، گھر والوں نے اس سے کہا: اے کتیا آج ہمارے مہمان پر مت بھونکنا، سو کتیا تو نہ بھونکی البتہ اس کے پیٹ کے بچہ نے مہمان پر بھونکنا شروع کردیا، (صبح) گھر والوں نے یہ ماجرا اس وقت کے نبی علیہ السلام سے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: **اِنَّ مَثَلَ هٰذَا كَمَثَلِ اُمَةٍ تَكُوْنُ بَعْدَكُمْ يَغْلِبُ سُفَهَاؤُهَا عُلَمَاءُهَا** اس کی مثال اس امت کی طرح ہے جو تمہارے بعد آئے گی، ان کے احمق ان کے علماء پر غالب آجائیں گے۔

......(ادب المفرد للبخاری رقم ۱۴۷۴ ص۱۶۷، المعجم الاوسط للطبرانی رقم ۶۰۹۵ ج۵ ص۳۷۷، احمد فی المسند رقم ۶۵۸۸ ج۶ ص۱۶۲، ولفظہ للبخاری)......

آج دیکھ لیجئے صرف پیشہ ورمقررین ہی نہیں بلکہ میڈیا پر بیٹھے ہوئے جاہل اینکرز اورسوشل میڈیا پر ہراایرا غیرا نتھو خیرا کس طرح علماء ومفتیان کرام کوطعن وتشنیع کا نشانہ بنارہے ہیں۔قربان جائیں مخبرصادق ﷺ پرآپ نے اپنی امت کوان کے متعلق بھی پہلے سے باخبر کردیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں: دجال سے قبل لوگوں پرمکروفریب کے سال آنے والے ہیں جن میں سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کوسچا قرار دیا جائے گا ،امانتدار کوخائن اورخائن کوامانتدار کہا جائے گا اور رویبضہ کلام کریں گےعرض کیا گیارویبضہ کیا ہے؟فرمایا **الفویسق یتکلم فی امر العامة** (۱) فاسق لوگ لوگوں کے ہرمعاملے میں کلام (تجزیہ وتبصرہ) کریں گے(ایک روایت میں)**الرجل التافةیتکلم فی امر العامة** (۲) رذیل،گھٹیالوگ ہرمعاملے میں اپنی رائے دیں گے(ایک اورروایت میں ہے)**السفیه یتکلم فی امر العامة**(۳) احمق لوگ عام معاملات میں گفتگوکریں گے۔(ایک اورروایت میں ہے)**من لا یوبه له**(۴) ایسے لوگ رائے دیں گے جوکسی کھاتے میں نہیں ہوں گے۔

......(۱) مسنداحمد رقم ۱۳۲۹۸ ج۲۱ ص۲۵، (۲)ابن ماجہ ص۳۰۲ (۳) المعجم الاوسط رقم ۲۳۵۸ ج۳ ص۳۱۳ (۴) المعجم الکبیر رقم ۱۲۵ ج۱۸ ص۶۷)......

ماضی میں پیشہ ورواعظیوں کے ہاتھوں علماء کا تکلیف اٹھانا

امام شعبی فرماتے ہیں ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک نے اپنے دربار میں موجود ملک شام کے نامور اہل علم وفضل حضرات سے دریافت کیا کہ اس وقت اہل عراق کے سب سے بڑے عالم کون ہیں؟ سب نے بیک زبان کہا کہ ہمارے علم میں

عامرالشعبی سے بڑھ کر کوئی اور عالم نہیں۔خلیفہ نے حکم دیا کہ انہیں پیغام بھیجا جائے کہ ہمارے پاس تشریف لے آئیں ،امام شعبی فرماتے ہیں میں خلیفہ کی استدعا پر ان کی جانب روانہ ہوا،بروز جمعہ مقام تدمر پہنچا سو میں نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں ایک دراز ریش مولانا خطاب کررہا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ بھی موجود ہیں،اس نے دوران وعظ یہ بیان کیا کہ فلاں نے فلاں سے اور اس نے فلاں سے اوراس نے نبی مکرم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی کہ: اللہ تعالیٰ نے دوصور پیدا فرمائے ہیں اور ہرصور سے دوبارصور پھونکا جائے گا پہلے صور سے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے جبکہ دوسرے صور سے قیامت قائم ہوجائے گی امام شعبی کہتے ہیں یہ سن کر مجھ سے برداشت نہ ہوسکا اور بآواز بلند کہا **یا شیخ اتق الله و لاتحدثن بالخطا** اے شیخ اللہ سے ڈرو غلط حدیث بیان مت کرو،اللہ نے صرف ایک ہی صور پیدا کیا ہے اور اسی سے دوبار پھونکا جائے گا ، پہلے سے لوگ بے ہوش ہوں گے دوسرے سے قیامت قائم ہوگی۔مقرر صاحب نے جب یہ سنا غصے میں آکر کہنے لگا **یا فاجر انما یحدثنی فلان عن فلان و ترد علی** اے فاجر یہ حدیث مجھ سے فلاں نے فلاں سے بیان کی ہے اور تو میری تردید کررہا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنا جوتا اٹھایا اور پوری شدت مجھ پر حملہ آور ہوکر پیٹنا شروع کردیا بس پھر کیا تھا اس کی اتباع میں لوگوں نے بھی میری خوب درگت بنائی پس قسم اللہ کی انہوں نے مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک مجھ سے یہ اقرار نہیں کروایا کہ اللہ عزوجل نے تیس صور پیدا کیے ہیں اور تیس بار اس سے پھونکا جائے گا۔امام شعبی کہتے ہیں وہاں سے جان بچا کر میں نے دمشق

جا کے دم لیا اور خلیفہ کے دربار میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا، خلیفہ نے (میری حالت زار دیکھ کر) پوچھا شعمی لگتا ہے سفر میں آپ نے کوئی انہونی بات دیکھی ہے؟ سو میں نے بھی (بھرے دربار) میں اپنی پٹائی کا سارا قصہ بیان کر دیا، امام فرماتے ہیں: **فضحک حتیٰ ضرب برجلیه** خلیفہ میری داستان الم سن کر اس قدر ہنسا کہ ہنس ہنس کے اپنے پاؤں زمین پہ مارنے لگا۔ ......(القصاص والمذکرین ص۳۰۲)......

کچھ ایسی ہی صورت حال سے امام جلال الدین سیوطی کو بھی دو چار ہونا پڑا تھا آپ اپنی تالیف تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص لکھنے کا سبب بیان کرتے ہیں کہ:

حال ہی میں مصر کے ایک مشہور و معروف پیشہ ور خطیب (جو کہ اپنے خطاب میں زیادہ تر وہ احادیث بیان کرتا ہے جنہیں محدثین باطل قرار دیتے ہیں) کے متعلق مجھ سے یہ فتویٰ طلب کیا گیا کہ اس نے اپنے خطاب میں یہ حدیث بیان کی ہے۔ لیکن میں اس حدیث کو یہاں نقل کرنے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں اگر مجبوری نہ ہوتی تو رسول مکرم ﷺ پر اس گھڑے ہوئے جھوٹ کو ہرگز بیان نہ کرتا ۔اس جاہل خطیب نے یوں بیان کیا کہ ''جب آیت کریمہ **وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ** (سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)۔ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے جبریل کیا میری رحمت سے تجھے بھی کوئی حصہ حاصل ہوا ہے؟ جبریل نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے ہزاروں فرشتوں کو پیدا کیا تھا، اور ان سب کا نام بھی جبریل رکھا تھا اور ان میں سے ہر ایک سے یہ سوال فرمایا تھا کہ میں کون ہوں؟ لیکن ان میں

سے کسی کو جواب معلوم نہ تھا، چنانچہ سب پگھل گئے پھر جب مجھے پیدا کیا تو مجھ سے بھی یہی سوال کیا (میں بھی لاعلم تھا) لیکن اتنے میں آپ کا نور آیا.......(چوں کہ حدیث من گھڑت ہے اس لئے مکمل بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ خدشہ ہے کہ کوئی منچلا مقرر اسے بیان ہی نہ کردے ،غزالوی) امام سیوطی فرماتے میں نے فتویٰ دیا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں، یہ باطل ہے، اس کا روایت کرنا اور بیان کرنا ہرگز جائز نہیں بالخصوص عام عوام، بازاری اور عورتوں کے سامنے اور اس خطیب پر لازم ہے کہ جو احادیث وہ محافل میں بیان کرنا چاہتا ہے پہلے انہیں شیوخ الحدیث پر پیش کرے اور ان سے تصحیح کروالے، اگر وہ اس کے بیان کرنے کی اجازت دیں تو کرے بصورت دیگر انہیں بیان کرنا ہرگز جائز نہیں۔امام سیوطی فرماتے ہیں جب میرا یہ فتویٰ اس خطیب تک پہنچا تو بجائے قبول کرنے کے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور شدید غصے کے عالم میں برسر منبر کہا اب مجھ جیسا ان شیوخ الحدیث سے احادیث کی تصحیح کروائے گا اور مجھے یہ بتائیں گے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی باطل ہے جبکہ **انا اعلم اهل الارض بالحديث وغيره** میں اہل زمین میں حدیث وغیرہ کا سب سے بڑا عالم ہوں اس طرح اس نے اور بھی ہذیان بکا۔پھر اس نے عوام کو میرے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ ایک شور اور غوغا بپا ہوا **وتناولوني بالسنتهم وتوعدوني بالقتل والرجم** یہاں تک کہ لوگوں نے مجھے سب وشتم کا نشانہ بنایا بلکہ قتل ورجم کے وعدے تک کئے گئے۔جب مجھے اس ساری صورت حال کا علم ہوا تو میں نے دوبارہ یہ تحریر کیا اگر یہ شخص شیوخ الحدیث سے احادیث کی تصحیح نہیں کروائے گا اور رسول ﷺ کی جانب جھوٹ منسوب کرنے پر ہٹ دھرمی دکھا کے اس حدیث کو پھر سے بیان کرے گا جبکہ اس پر حدیث کا باطل ہونا بھی

واضح ہو چکا ہے تو میں اس پر کوڑے مارنے کا فتویٰ جاری کروں گا۔لیکن (افسوس) اس نام نہاد خطیب پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ مزید اشتعال انگیزی پر اتر آیا اور ساتھ ہی جاہل عوام بھی اس تعصب میں اس کا ساتھ دینے لگے۔(الغرض) ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا کر دیا اور بہت سے ناشائستہ امور کا ارتکاب کیا۔سو میں (بھی ان سے مرعوب نہ ہوا) اور اس مسئلہ پر یہ کتاب تالیف کی ہے، میں نے اس کا نام تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص (یعنی واعظوں کے اکاذیب سے خواص کو خبردار کرنا) تجویز کیا ہے۔

......(تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص ص٦)......

علامہ علی قاری رحمہ اللہ اسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ میں لکھتے ہیں:

بغداد میں ایک مقرر صاحب نے دوران وعظ آیۃ کریمۃ **عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا** کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بروز قیامت اللہ تعالی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا، اس بات کی خبر جب امام محمد بن جریر الطبری تک پہنچی تو آپ نے بڑی شدومد کے ساتھ اس مقرر کی تردید کی اور ساتھ ہی اپنے گھر کے دروازے پہ یہ عبارت بھی لکھ دی **سبحان من لیس له انیس ولا له فی عرشه جلیس** پس پھر کیا تھا (اس مقرر صاحب کے اکسانے پر) بغداد کا عوام طیش میں آ گیا اور امام مذکور کے گھر پر حملہ آور ہوئے اور اتنی سنگ باری کی کہ پورا گھر پتھروں کے نیچ دب گیا۔

......(اسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص٦١)......

آخر میں حضرت حبر الامۃ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ فرمان ان حضرات کے لئے جو علماء وفقہاء کے درپئے آزار رہتے ہیں: **مَنْ آذَى فَقِيهًا فَقَدْ**

آذَی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ آذَی رَسُوْ لَ اللّٰہِ فَقَدْ آذَی اللّٰـہَ عَزَّ وَجَلَّ جس نے فقیہ عالم کو اذیت پہنچائی اس نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی اور جس نے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت پہنچائی۔ (الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی، ذکر احادیث واخبار شتی یدل جمیعھا علی جلالۃ الفقہ والفقہاء ص۱۴۳)

فھٰذا ھو الذی اردت ان انبہ الیہ فان اصبت فمن اللہ وان اخطات فمن نفسی وھذا القدر الذی اوردت من احادیث سید المرسلین ﷺ واقوال فقھاء الملۃ والدین وعبارات اولیاء الکاملین کاف للمتعظ بہ وللمصغی الیہ فی تھذیب الوعظ والبیان ونسئل اللّٰہ عزوجل ان یتوفنا مسلمین والحقنا بالصالحین وادخلنا الجنۃ آمین یا رب العالمین۔

کان الفراغ من ھذہ الرسالۃ فی نھار الیوم الواحد من شھر ربیع الاول عام ۱۴۴۰ھ موافقاً ۱۰ نوفمبر ۲۰۱۸ بقلم احقر العباد محمد فاروق الغزالوی غفر اللّٰہ القویُّ لہ والوالدیہ وللمسلمین۔ الخادم بالحدیث والافتاء بدارالعلوم محمدیہ غوثیہ سائٹ کراتشی۔

تمّت